Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ .... اسلامی سال کا آغاز واختتام اور ہماری حالتِ زار........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن.......... سورہ بقرہ (قسط۷)...مفتی محمد رضوان ۷

درسِ حدیث .... عذابِ قبر کے اسباب (قسط۳)..................................مفتی محمد یونس ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ماہِ محرم الحرام کی فضیلت اور اہمیت..مفتی محمد رضوان ۱۵

ماہِ محرم: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں.......مولوی سعید افضل رمولوی طارق محمود ۲۱

حضرت ھود علیہ السلام اور قوم عاد (چوتھی وآخری قسط).............................مولانا محمد امجد ۲۴

صحابیٔ رسول حضرت ابوسلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ.............................انیس احمد حنیف ۲۸

تجارت کی فضیلت واہمیت (دوسری وآخری قسط)....................................مفتی منظور احمد ۳۰

خالق اور مخلوق سے اچھا گمان رکھیئے...حافظ محمد ناصر ۳۳

مہمان ہونے کے آداب (قسط۱)..مفتی محمد رضوان ۳۵

پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۸)..............................// // ۳۶

مکتوباتِ مسیحُ الاُمَّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۱).........ترتیب: مفتی محمد رضوان ۳۸

طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط۳) (تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)..............// // ۴۰

علم کے مینار...حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما (قسط۱)...............................مولانا محمد امجد ۴۱

تذکرۂ اولیاء:... حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)............مولوی طارق محمود ۴۴

پیارے بچو! .... بسنت نہیں مناؤں گا، اور گڈی نہیں اڑاؤں گا..............ابوریحان ۴۸

بزمِ خواتین .... عورت: گھر کی ملکہ..مولانا محمد امجد ۵۱

آپ کے دینی مسائل کا حل.... عاشوراء کے دن اہل وعیال پر وسعت کی تحقیق....دار الافتاء ۵۵

کیا آپ جانتے ہیں؟ .... مفید معلومات، احکامات وتجزیات...............................م۔ر۔ن ۶۳

عبرت کدہ ...... بابل ونینوا سے بغداد تک (چوتھی وآخری قسط).......................مولانا محمد امجد ۶۵

طب وصحت ..... ادرک اور سونٹھ کے حیرت انگیز خواص..................................ابولقمان ۷۱

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..مولانا محمد امجد ۷۴

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.....................................ابوجویریہ ۷۶

The Essentials Of Faith...ابرار حسین ۷۸

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر 1 کی اجمالی فہرست..طارق محمود ۷۹

Idara Ghufran

اداریہ

مفتی محمد رضوان

اسلامی سال کا آغاز واختتام اور ہماری حالتِ زار

......ذوالحجہ کے مہینہ کے اختتام پر اسلامی سال کا اختتام ہو جاتا ہے اوراس کے بعد محرم کا مہینہ شروع ہونے پر اسلامی سالِ نو کا آغاز ہوتا ہے، ہر ملک وملت اور مذہب میں سال کا آغاز خوشیوں کے ساتھ ہوتا ہے، مگر ہماری قوم کا طرزِ عمل سالِ نو کے آغاز پر کچھ زیادہ مختلف اور عجیب وغریب انداز میں ہوتا ہے، اکثر مسلمانوں کو تو اسلامی سال کے آغاز واختتام کا علم ہی نہیں ہوتا کہ کب میں سال شروع ہوا اور کب میں کو ختم ہو گیا، جبکہ اس کے برعکس عیسائیوں کے سال کے آغاز واختتام کا نہ صرف یہ کہ پہلے سے ہمیں بلکہ ہمارے بچے بچے کو علم ہوتا ہے اس کا انتظار اور تیاریاں بھی مدتوں پہلے شروع ہو جاتی ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں نے اسلامی سن وماہ اور تاریخوں کا استعمال چھوڑ کر دوسروں کی تقلید ونقالی شروع کر دی ہے، اوراس موقعہ پر ہم یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے کہ غیروں کے ایجاد کردہ طریقوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیا کچھ زہر ملا ہوا ہے، جو غیر شعوری طور پر مسلمانوں کے نظریات کو متاثر کرتا ہے، مستند حوالوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ:

''موجودہ سنہ عیسوی دراصل رومی سنہ ہے جس کے اکثر مہینوں کے نام مختلف رومی دیویوں اور دیوتاؤں کے ناموں سے لئے گئے ہیں **(۱) جنوری:** یہ جانوس سے لیا گیا ہے۔ جانوس ایک دیوتا کا نام ہے۔ رومی لوگ اس کے آگے پیچھے دو چہرے بناتے تھے جس سے ان کے گمان میں وہ سامنے اور پیچھے دونوں جانب دیکھتا تھا **(۲) فروری:** یہ نام فبروا نامی ایک دیوی سے لیا گیا ہے جسے روم کے لوگ پاکیزہ دیوی کا مقام دیتے ہیں **(۳) مارچ:** یہ مارس سے لیا گیا ہے جو رومیوں کے نزدیک جنگ کا دیوتا ہے **(۴) اپریل:** یہ نام ایبریری کے لفظ سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی رومی میں کسی چیز کے پھوٹنے یا کھلنے کے ہوتے ہیں اس مہینے کا یہ نام اس مناسبت سے تجویز کیا گیا تھا کہ اس مہینے میں پھول کھلتے ہیں **(۵) مئی:** ''میا'' سے لیا گیا ہے جو افسانوی شیطان اٹلس کی بیٹیوں میں سے ایک کا نام ہے **(۶) جون:** یہ نام یونون سے لیا گیا ہے جو دیویوں کے سردار جیوپڑ کی بیوی تھی **(۷) جولائی:** جولیائی کیلنڈر کے بانی جولیس قیصر کی یادگار کے طور پر اس مہینے کا نام ''جولائی'' رکھ دیا گیا **(۸) اگست:** رومیوں کے پہلے بادشاہ اور جولیس قیصر کے جانشین

Idara Ghufran

اگسٹس کی یادگار کے طور پر اس مہینے کا نام ''اگست'' رکھ دیا گیا **(۹) ستمبر:** اس کے معنی ہیں ''ساتواں مہینہ'' کیونکہ قدیم اصولوں کے مطابق مارچ کو سال کا پہلا مہینہ شمار کیا جاتا تھا **(۱۰) اکتوبر:** اس کے معنی ہیں ''آٹھواں مہینہ'' کیونکہ قدیم اصولوں کے مطابق مارچ کو سال کا پہلا مہینہ شمار کیا جاتا تھا **(۱۱) نومبر:** اس کے معنی ہیں ''نواں مہینہ'' کیونکہ قدیم اصولوں کے مطابق مارچ کو سال کا پہلا مہینہ شمار کیا جاتا تھا **(۱۲) دسمبر:** اس کے معنی ہیں ''دسواں مہینہ'' کیونکہ قدیم اصولوں کے مطابق مارچ کو سال کا پہلا مہینہ شمار کیا جاتا تھا'' (ماخوذ از انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، مادہ months of the year، وتفسیر الجواہر للطنطاوی ج ۵ ص ۱۱۰ طبع دوم ۱۳۵۳ھ)

عیسوی مہینوں کا غیر ضروری استعمال کرنے اور ان کو اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنانے والوں کو اس تفصیل کی روشنی میں عبرت پکڑنی چاہیئے۔

دنیوی مقاصد وضروریات کے لئے مروجہ عیسوی تاریخوں کا استعمال بھی اگرچہ جائز ہے، لیکن اس کا اتنا رواج ہو جانا کہ اس کے مقابلے میں اسلامی تاریخوں کو بالکل بھلا دیا جائے، ایک طرح سے قوم اور ملت کا مذہبی دیوالیہ پن ہے۔

❐ ...... ماہِ محرم اسلامی سال کا پہلا اور مبارک مہینہ ہے، مگر اس مہینہ کے آغاز پر بجائے خوشی کے ہمارے منہ رنج وغم سے لٹکے ہوئے اور شرم کے مارے جھکے ہوئے ہوتے ہیں، اور لگتا ہے کہ پوری قوم کسی اجتماعی سوگ میں مبتلا ہے، ذرائع ابلاغ پر رونا دھونا شروع ہو جاتا ہے، اور ہر قسم کی موسیقی اور ساز وباز کی بندش ہو جاتی ہے، جس کی توفیق ماہِ رمضان المبارک میں بھی نہیں ہوتی، اسلامی سال کا استقبال بہت سے لوگ سیاہ لباس پہن کر کرتے ہیں تو کچھ لوگ ماتم، نوحہ کر کے اور کپڑے پھاڑ پھاڑ کر کرتے ہیں، قوم کے بچہ بچہ کے ذہن میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ ماہِ محرم سے زیادہ رنج وغم کا اور کوئی مہینہ نہیں۔

❐ ...... وطنِ عزیز میں جیسے ہی ماہ محرم سے اسلامی سال شروع ہوتا ہے تو پورے ملک میں ایک بھونچال سا آ جاتا ہے ہر عام وخاص کو فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ محرم کا مہینہ کس طرح خیر وعافیت کے ساتھ گزرے گا، حکومت اور انتظامیہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو جاتی ہے، محرم کے ابتدائی دس دن خاص طور پر حساس اور زیادہ نازک شمار کئے جاتے ہیں کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کے پیش آنے سے حفاظت اور امن وامان کو برقرار رکھنے کے لئے خصوصی کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں، بعض شہروں میں حساس اداروں اور خفیہ ایجنسیوں کی مدد حاصل کر کے مختلف حفاظتی اقدامات کئے جاتے ہیں، پکڑ دھکڑ اور بعض شخصیتوں کے مختلف علاقوں میں

داخلے پر پابندی عائد کی جاتی ہے، مساجد اور امام بارگاہوں کے تحفظ کے لئے خصوصی دستے تعینات کئے جاتے ہیں فوج اور رینجرز کے دستوں کا غیر معمولی گشت شروع ہو جاتا ہے۔

بظاہر اس کا سبب یہ نظر آتا ہے کہ خاص مذہب کا ایک ایسا جلوس جس میں پاکستان کے جمہور عوام یعنی اہلِ سنت والجماعت کے مذہب پر کئی اعتبار سے تنقید ہوتی ہے، گلی گلی اور محلّہ محلّہ سے گزرتا ہے، جس کے نتیجہ میں اہل سنت والجماعت کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور انتشار وافتراق کی نوبت آتی ہے۔ اس قسم کی مجلسوں کو اگر کچھ لوگ اپنی مذہبی عبادت سمجھتے ہیں تو ملکِ عزیز کے قانون کی رو سے ان کا دائرہ عبادت خانوں تک محدود ہونا چاہئے۔ اس قسم کے جلوسوں کو مؤثر طریقہ پر ان کے عبادت خانوں تک محدود کر دیا جائے اور ذرائع ابلاغ پر تنقیدی اور خاص ایک مذہب کے مخصوص پروگراموں کی کھلی نشر واشاعت سے اجتناب کیا جائے تو بغیر کسی پریشانی اور جدوجہد کے امن وامان کا مسئلہ بآسانی حل ہوسکتا ہے، ورنہ ہزار انتظامات کر لئے جائیں اس مسئلہ کا حل ہوتا نظر نہیں آتا۔

❐ ...... اس مرتبہ ہماری قوم نے اسلامی سال کے اختتام کو خیر باد اور سالِ نو کی آمد کا استقبال بسنت نامی ہندوانی تہوار سے کیا ہے، فروری 2005 کے بسنت میلے اور جشنِ بہاراں کے جو مناظر سامنے آئے ہیں، انہوں نے پچھلے تمام واقعات کو پیچھے چھوڑ دیا اور گزشتہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔

5 فروری کو ایک طرف کشمیریوں کی جدوجہدِ آزادی کا یوم منا کر اجتماعی تعطیل منائی گئی اور دوسری طرف اس تعطیل کو درپردہ کشمیر پر قابض ہندو قوم کے مذہبی تہوار کی رسم کی نظر کر دیا گیا، اس دوہرے اور دوغلے معیار سے ہم کس منہ سے مسلمان کہلائے جانے کے قابل ہیں، شاید ہمارے اس طرزِ عمل سے ہندو قوم کو حیرت کے ساتھ ہنسی بھی آتی ہو۔ اس مرتبہ کے خونی بسنت کے نتیجہ میں اطلاعات کے مطابق صرف لاہور شہر میں ڈیڑھ درجن سے زائد افراد ہلاک، ہزار کے لگ بھگ بُری طرح زخمی ہو چکے ہیں، جن میں اکثر بچے اور بعض بڑے سب ہی شامل ہیں۔

بسنت کو موسمِ بہار کا نام دیا جاتا ہے، مگر موسمِ بہار دنیا کے تمام معتدل ممالک میں آتا ہے، اور خاموشی سے گزر جاتا ہے، نہ قوم کا سرمایہ اس کی وجہ سے متأثر ہوتا، اور نہ ہی انسانی جانوں کو کوئی نقصان پہنچتا، مگر ہمارے ملک میں موسمِ بہار کیا آتا ہے؟ غریب عوام کی کمر ٹوٹ جاتی ہے، ملکی سرمایہ کا ظالمانہ استعمال ہوتا ہے انسانی جانوں کے خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے۔

تاریخی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ''بسنت'' ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے، مگر ہندوستان میں اس رسم کے نام پر وہ کچھ نہیں ہوتا جو ہمارے ملک میں دیکھنے کو ملتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بسنت کے نام پر منعقد ہونے والے میلے، ہندوؤں کی ہولی کے تہوار سے بھی میلوں آگے نکل گئے ہیں، ہندو قوم ہولی کے موقعہ پر رنگ کی ہولی کھیلتی ہے تو ہمارے ملک میں بسنت کے موقعہ پر رنگ کے بجائے انسانی جان کے خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے، اور قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ ''بسنت'' کے ہندوانی تہوار پر ''جشنِ بہاراں'' کا لیبل لگا کر ہمارے حکمران اپنی سرپرستی اور نگرانی میں وہ سب کچھ انجام دیتے ہیں، جس کے خلاف وہ رات دن عوام الناس کو درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

قائدِ اعظم ذرا اب دیکھئے پاکستان کو ۔۔۔ دیکھئے لاہور کو اور دیکھئے ہندوستان کو
ہند میں تو رہ گئے سارے گیانی اور سنت ۔۔۔ اہلِ پاکستان کے حصہ میں آیا ہے بسنت
ہند کی تہذیب پاکستان کی تہذیب ہے ۔۔۔ ننھے بچوں کے سالانہ قتل کی تقریب ہے

❐...... اگر انگریزی سال کا اختتام، بے حیائی، فحاشی اور عیسائی مذہبی تہوار نیوائیر انجام دینے کے نتیجہ میں سونامی طوفان اور زلزلے کے عذاب کے ساتھ ہوا تھا، تو اسلامی سال کا اختتام اور آغاز ہندوؤں کے مذہبی تہوار ''بسنت'' کو انجام دینے کے نتیجہ میں مہنگائی، شدید ترین سردی، طوفانی بارشوں اور سیلاب کے عذاب کے ساتھ ہوا ہے، اب تک کی خبروں کے مطابق ملکِ عزیز کے مختلف علاقوں میں غیر معمولی برف باری، بارش، سیلاب، ڈیم ٹوٹنے اور تودے گرنے اور قیامت خیز سردی سے سینکڑوں اموات واقع ہو چکی ہیں اور ہزاروں افراد کے لاپتہ اور بے گھر ہونے کی اطلاعات ہیں، مہنگائی اور غربت میں اضافے کے باعث پورے ملک کے عوام سخت اضطراب و بے چینی کا شکار ہیں۔

مہنگائی، سیلاب، طوفانی بارشیں، زلزلے اور موسموں کے غیر معمولی اور غیر فطری تغیرات یہ سب عذاب الٰہی کی مختلف شکلیں اور انسانوں کے لئے عبرت کا تازیانہ ہیں، جن کے ذریعہ سے اللہ رب العزت بندوں کو توبہ و استغفار اور اصلاحِ احوال کی طرف متوجہ کرتے ہیں، مگر دوسری طرف ہماری حالت بجائے اصلاح کے فساد کی طرف بڑھتی جاتی ہے، ان حالات میں بجائے عذابوں کے دور ہونے اور ان میں تخفیف ہونے کے مزید بڑھوتری اور زیادتی کے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مکمل اصلاح اور حالات سے عبرت و بصیرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ۴ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

Idara Ghufran

درسِ قرآن مفتی محمد رضوان

سورہ بقرہ (قسط ۷)

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْھِمْ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَایُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۷﴾

ترجمہ: اس بات میں شک نہیں کہ جو لوگ کافر ہو چکے ہیں آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں (یہ دونوں باتیں) ان کے حق میں برابر ہیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے، مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

تشریح وتفسیر: سورہ بقرہ کی پہلی پانچ آیتوں میں پہلے قرآن مجید کی ہدایت والی کتاب اور اس کتاب کا ہر شک وشبہ سے بالاتر ہونا بیان کرنے کے بعد ان خوش نصیب لوگوں کا ذکر کیا گیا تھا، جنھوں نے اس کتاب سے پورا فائدہ اٹھایا، ان کو مؤمنین اور متقین کا خطاب ملا، اور ساتھ ہی ان لوگوں کی مخصوص صفات اور علامات کو بھی بیان کیا گیا تھا، اس کے بعد پندرہ آیتوں میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے اس ہدایت کو قبول نہیں کیا، بلکہ اس کا انکار کیا اور تکبر وعناد کا راستہ اختیار کیا، پھر ان انکار کرنے والوں میں دو طرح کے گروہ تھے، ایک تو وہ جنھوں نے کُھل کر انکار اور مخالفت کا راستہ اختیار کیا، اور ان کو قرآن کی زبان میں کافر کہا گیا۔ دوسرے وہ لوگ جو دنیا کی ذلیل اغراض اور اپنی اخلاقی پستی کی خاطر اپنے ضمیر کی آواز اور دلی عقیدے کو صاف ظاہر نہیں کر سکے اور انہوں نے دھوکہ اور فریب کا راستہ اختیار کیا، مسلمانوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے کہ ہم قرآن کی ہدایت کو ماننے والے اور مسلمانوں کے ساتھ ہیں، لیکن ان کے دل میں کفر وانکار اور مخالفت تھی، اس گروہ کو قرآن کی زبان میں منافق کہا گیا، ان پندرہ آیتوں میں سے پہلی دو آیتوں میں (جو اوپر ذکر کی گئیں) کھلے کافروں کا ذکر ہے اور اس کے بعد والی تیرہ آیتوں میں منافقوں اور ان کی علامتوں کا ذکر ہے۔ ان سب آیات پر اگر مجموعی نظر ڈالی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے سورہ بقرہ کی ابتدائی بیس آیتوں میں ایک طرف تو ہدایت کے چشمہ اور خزانہ کا پتا دیا کہ وہ قرآن مجید ہے، اور دوسری طرف دنیا کی تمام قوموں کو ہدایت کو قبول یا انکار کی بنیاد پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ ہدایت یافتہ

حضرات کا ہے، جن کو مؤمنین اور متقین کہا جاتا ہے، اور ایک حصہ ہدایت سے انکار و انحراف کرنے والوں کا ہے، جن کو کافر یا منافق کہا جاتا ہے۔ پہلا حصہ ان حضرات کا ہے جن کا راستہ "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" میں طلب کیا گیا ہے، اور دوسرا حصہ ان لوگوں کا ہے جن کے راستہ سے "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ" میں پناہ مانگی گئی ہے۔ لفظ "اِنَّ" کا استعمال اکثر ان جگہوں پر ہوتا ہے جہاں مخاطب کو کسی قسم کا کوئی شک وشبہ اور تردد ہو، اس لفظ کو لا کر اس تردد اور شک کو دور کیا جاتا ہے، مگر یہ لفظ کبھی ایسے موقع پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، جہاں مخاطب یا متکلم کے گمان اور سوچ کے خلاف کوئی بات ظاہر ہو۔ مذکورہ اس آیت میں بھی حضور ﷺ کے لئے لفظ "اِنَّ" کا استعمال اسی لئے کیا گیا ہے، کہ آپ ان کافروں کے ایمان کی توقع نہ رکھیں، آپ کا ان کو ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے، یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

کفر کسے کہتے ہیں؟: کفر کے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ کے نبی کی اس چیز میں تصدیق نہ کرنا جس کا واضح، بدیہی اور قطعی طور پر دین کی بات ہونا معلوم ہا چکا ہے (تفسیر کبیر) دراصل کافر ہونے کیلئے نبی کی بات کو جھٹلانا ہی ضروری نہیں، بلکہ نبی کی بات کو نہ ماننا بھی کفر ہے، لہٰذا جو شخص نہ تو نبی کو جھٹلاتا ہے اور نہ ہی مانتا ہے، وہ بھی اسی طرح کافر ہے، جس طرح نبی کو جھٹلانے اور نبی کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

نصیحت کا فائدہ مخاطب کے قبول کرنے پر موقوف نہیں: یہاں یہ فرمایا "سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ" یعنی یہ ڈرانا اور نہ ڈرانا کافروں کے حق میں برابر ہے، یہ نہیں فرمایا "سَوَآءٌ عَلَیْکَ" کہ آپ (یعنی اے اللہ کے رسول) کے حق میں برابر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ (اے اللہ کے رسول) آپ کو دعوت وتبلیغ کا اجر وثواب ہر حال میں ملے گا، خواہ کوئی ایمان لائے یا نہ لائے، لہٰذا آپ دعوت وتبلیغ کے کام کو جاری رکھیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی دھیان رکھیں کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے سے غمگین اور پریشان نہ ہوں اور یہ نہ سمجھیں کہ میری دعوت وتبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا، ان کے ایمان نہ لانے میں قرآن کی ہدایت یا آپ کی دعوت وتبلیغ کا کوئی قصور اور کوتاہی نہیں بلکہ ان کافروں کی اپنی بداعمالیوں کی بدولت ان کی فاسد اور بگڑی ہوئی طبیعت وفطرت کا نقص ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعوت وتبلیغ یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، تعلیم اور اصلاح خلق کا فائدہ اور حکم اس بات پر موقوف نہیں کہ مخاطب اس پر عمل ہی کرے، بلکہ اگر مخاطب اگر عمل نہ کرے تب بھی داعی اور مبلغ کو چاہیئے کہ اپنے فریضہ اور ذمہ داریوں کو انجام دیتا رہے اور مخاطب پر اثر نہ ہونے کی وجہ سے اس کام کو نہ چھوڑے۔

درسِ حدیث مفتی محمد یونس

◆ احادیث مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذاب قبر کے اسباب (قسط ۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنہُ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّآ اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَایَسْتَتِرُ(وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ لَا یَسْتَنْزِہُ) مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ثُمّ اَخَذَ جَرِیْدَۃً رَطَبَۃً فَشَقَّھَا بِنِصْفَیْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَۃًقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْھُمَا مَا لَمْ یَیْبِسَا(رَوَاہُ الْبُخَارِیُ وَمُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو دو شخص ان قبروں میں مدفون ہیں ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی چیز کی وجہ سے یہ عذاب نہیں ہو رہا (جس سے بچنا بہت دشوار ہوتا بلکہ ایسے معمولی گناہوں پر عذاب ہو رہا ہے جن سے بچنا نہایت آسان ہے اور ان کو زیادہ بڑا گناہ نہیں سمجھا جاتا پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کے گناہوں کی تفصیل بتائی کہ) ان دونوں میں ایک پیشاب کرتے وقت پردہ نہ کرتا تھا (اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا) اور دوسرا چغلی کرتا تھا، پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگا کر بیچ میں سے چیر کر آدھی ایک قبر میں گاڑ دی اور آدھی دوسری قبر میں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ امید ہے ان دونوں کا عذاب ان شاخوں کے سوکھنے تک ہلکا کر دیا جائے (بخاری، مسلم)

تشریح: معزز قارئین! اس مضمون کی پہلی قسط کے شروع میں ایک حدیث ذکر کی گئی تھی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ عذابِ قبر تین گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی غیبت، چغلی اور پیشاب ان تین گناہوں میں سے پہلے گناہ یعنی غیبت کی قدرے تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے البتہ دو باتیں مزید غیبت سے متعلق ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)غیبت ہوجائے تو تلافی کا طریقہ:۔ غیبت بہت سخت گناہ ہے اس لئے مؤمن بندے کا کام یہ ہے کہ کبھی غیبت کے گناہ میں مبتلا نہ ہو لیکن اگر لاعلمی یا غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے کسی کی غیبت کر دی تو اب توبہ واستغفار کر کے اس کو معاف کرانا ضروری ہے سچی توبہ کے تین رکن ہیں (۱) اول یہ کہ اپنے کیے پر ندامت اور شرم ساری کا ہونا۔(۲) دوسرا رکن توبہ کا یہ ہے کہ جو گناہ کیا ہے اس کو فوراً چھوڑ دے اور آئندہ بھی اس سے باز رہنے کا پختہ عزم وارادہ کرے (۳) تیسرا رکن یہ ہے کہ فوت شدہ چیزوں کی تلافی کی فکر کرے یعنی جو گناہ سرزد ہو چکا ہے اس کی جتنی تلافی اس کے قبضہ میں ہے اس کو پورا کرے خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں جیسے قضاء نمازیں، روزے، زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ اور خواہ بندوں کے حقوق ہوں جیسے قرض، میراث، کسی بھی قسم کا جانی، مالی نقصان وغیرہ ان کو ممکنہ حد تک ادا کرنے کی کوشش کرے یا حقدار سے معافی حاصل کرے اور غیبت چونکہ ان گناہوں میں شامل ہے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں اور غیر مالی حق ہے اسلئے اس کو معاف کرانے کے لئے فقط شرمندگی واستغفار اور آئندہ نہ کرنے کا ارادہ کافی نہیں بلکہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی حاصل کرنا بھی ضروری ہے غیبت کے گناہ سے معافی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ واستغفار کر کے اپنے گناہ کی معافی چاہے اور آئندہ غیبت بالکل نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور اس کے بعد جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگے۔اگر اس شخص کو اس کے غیبت کرنے کا علم ہوگیا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ اس نے میرے فلاں فلاں عیب دوسروں کو بتا کر میری غیبت کی ہے تو اس سے یوں معافی مانگے کہ جناب میں نے آپ کی فلاں فلاں غیبت کی ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہے اب مجھے ندامت ہوئی ہے اس لئے آپ میرے قصور کو معاف کر دیں آئندہ کبھی آپ کی غیبت نہ کروں گا اور اگر اس کو غیبت کا علم تو ہو گیا لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ کون سے عیوب ذکر کیے گئے تو اس سے تمام عیوب کی تفصیل بیان نہ کرے بلکہ فقط یہ کہے کہ مجھ سے آپ کی غیبت ہوگئی ہے اس لئے آپ مجھے معاف کر دیں (بحوالہ غیبت کیا ہے؟ص ۲۰۴۔۲۰۵ از مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

ایک حدیث شریف میں ہے: بے شک غیبت کرنے والے کو اس وقت تک اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتے جب تک وہ بندہ معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی ہے (کنز العمال ج۳ حدیث نمبر ۸۰۴۸۳ بحوالہ ابن نجار ودیلمی) اور اگر اس شخص کو غیبت کا علم ہی نہیں ہوا تو ایسی صورت میں فقط اللہ تعالیٰ کے حضور میں سچی توبہ استغفار کر کے اپنے گناہ کو معاف کرالینا کافی ہے کیونکہ اسے بتانے سے آپس میں نفرت وعداوت پیدا ہو

Idara Ghufran

گی چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے: بے شک غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو نے جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کراور یوں کہہ: اے اللہ ہمیں بھی معاف فرما اور اس کو بھی معاف فرما۔ (کنز العمال ج ۳ حدیث نمبر ۸۰۶۴ بحوالہ حاکم ورواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر وقال فی اسناد ھذا الحدیث ضعف کما فی المشکوٰۃ ص ۴۱۵) اور جو لوگ فوت ہو چکے ہیں یا ان سے خط، فون وغیرہ کسی ذریعے سے بھی رابطہ ممکن نہیں ہے تو ان کے لئے بار بار استغفار کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی جائے جس سے دل مطمئن ہو جائے کہ اس کی غیبت کی تلافی ہو چکی ہے اب اگر اس کو غیبت اور استغفار دونوں کا پتہ چل جائے تو دل سے راضی ہو جائے گا (ملاحظہ ہو فضائل توبہ واستغفار ص ۱۲۵) نیز ایسے لوگوں کے لئے روزانہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کا معمول بنالیا جائے اس سے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ غیبت کر کے جو دوسرے کی حق تلفی کی ہے اس کی تلافی ہو جائیگی

(بحوالہ غیبت وعظ حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۲) غیبت کب درست ہوتی ہے؟ البتہ بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں غیبت کرنا درست ہے حاکم کے سامنے اگر کوئی مظلوم شخص ظالم کی شکایت کرے اور اس کی اس برائی کو ذکر کرے جو اس نے اس کے ساتھ کی ہے تا کہ حاکم اس ظالم کو ظلم سے روکے، تو یہ درست ہے کیونکہ یہاں مظلوم کا مقصود فقط اس کی برائی کرنا نہیں ہے بلکہ انصاف چاہنا ہے (لیکن حاکم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے خواہ مخواہ ظالم کی برائی بیان کرنا، جیسا کہ آج کل لوگوں کی عادت ہے جائز نہیں) اگر کوئی شخص معاملات کا صاف نہ ہو اور دھوکہ فراڈ یا دوسروں پر ظلم کرتا ہو تو جو شخص اس کی اس عادت سے ناواقف ہے اور ناواقفی کی وجہ سے اس کے دھوکہ میں آ سکتا ہے تو دھوکے باز کے اس عیب کو اس کے سامنے ذکر کرنا بھی درست ہے کیونکہ یہاں دوسرے شخص کو اس کے دھوکے اور ظلم سے بچانا مقصود ہے اسی طرح اگر کوئی شخص شرعی مسئلہ معلوم کرنے کے لئے کسی مفتی کے سامنے کسی کی برائی ذکر کرے اور مقصود مسئلہ پوچھنا ہو محض اس کی برائی مقصود نہ ہو تو یہ بھی درست ہے، اسی طرح تعارف کی غرض سے بھی دوسرے کا عیب ذکر کرنا درست ہے، لیکن اگر تعارف اس کے بغیر ہو جاتا ہو تو ذکر نہ کیا جائے نیز تعارفاً بھی اس کے عیب کو تحقیر کے انداز میں ذکر نہ کرے مثلاً لنگڑا کہنے کی بجائے یوں کہا جائے کہ فلاں صاحب جو ذرا لنگڑا کر چلتے ہیں یا جن کی ٹانگوں میں عذر ہے وغیرہ (ملخصاً از شامی ج ۶ ص ۴۰۸) مذکورہ بالا حدیث شریف میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، یہ یا تو آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے معلوم ہوا یا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر

ان کے عذاب کو منکشف فرما دیا ہو، بہر حال اس سے عذابِ قبر کا ثبوت ملتا ہے۔ پھر فرمایا ان کو کسی ایسے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا جن سے بچنا مشکل ہے یا ان کو بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات کسی ایسے گناہ کی وجہ سے بھی انسان عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے جو معمولی ہو اور اس سے بچنا آسان ہو اس لئے بہر صورت ہر قسم کے گناہ سے بچنا ضروری ہے نہ معلوم کس گناہ سے انسان پکڑ میں آجائے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیشاب کرتے وقت پردے کا اہتمام ضروری ہے دوسروں کے سامنے ستر والا حصہ کھولنا بڑا گناہ ہے بعض لوگ گھٹنے اور رانیں ننگی ہونے کی حالت میں دوسرے کے سامنے آجاتے ہیں یہ بے حیائی اور ناجائز ہے اسی طرح بعض لوگ پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے حالانکہ اس سلسلے میں شرعی ہدایات یہ ہیں کہ ایسی جگہ پر پیشاب نہ کیا جائے جو سخت ہو اور اسکی وجہ سے چھینٹیں جسم ولباس پر پڑتی ہوں کیونکہ اس کی وجہ سے انسان بعض اوقات نماز جیسے اہم فریضے سے بھی محروم ہو سکتا ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح ہوا کے رخ پر پیشاب کرنا بھی منع ہے کہ اس سے پیشاب اڑ کر اپنے جسم ولباس پر پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کے بعد پیشاب کے قطروں کو مٹی کے ڈھیلے یا ٹشو پیپر سے اچھی طرح خشک کر کے اور تسلی واطمینان ہو جانے کے بعد پانی سے استنجاء کیا جائے اور یہ افضل طریقہ ہے ورنہ صرف پانی سے استنجاء کرنا بھی جائز ہے۔ اس سلسلے میں اور بھی احادیث ہیں مثلاً ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ پیشاب سے بہت زیادہ بچ کر رہو اس لئے کہ عام عذابِ قبر پیشاب سے ہی ہوتا ہے (رواہ الدارقطنی کذا فی المرقاۃ ج ا ص ۳۵۰) اسی طرح کے الفاظ پر مشتمل ایک حدیث بزاز، طبرانی کبیر اور حاکم وغیرہ کے حوالے سے بھی منقول ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے اکثر عذابِ قبر پیشاب (سے نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے (مسند احمد، ابن ماجہ بحوالہ مرقاۃ ج ا ص ۳۵۰)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ پیشاب سے بچو اس لئے کہ قبر میں بندے سے سب سے پہلے اسی کا محاسبہ ہو گا (طبرانی کبیر بحوالہ مرقاۃ ج ا ص ۳۵۰) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کی چھینٹوں اور قطروں وغیرہ سے بہت زیادہ پرہیز کرنا چاہئے۔

دوسرے مردے کے بارے میں آپ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا کہ اس کو چغل خوری کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے چغل خوری بھی حقیقت میں بڑا سخت گناہ ہے اس کی وجہ سے اہلِ محبت اور اہلِ تعلق میں نفرت وجدائی پیدا ہو جاتی ہے متعدد احادیث میں چغلی کی برائی اور اس کا گناہ ہونا بیان کیا گیا ہے چنانچہ

ایک حدیث میں ارشاد ہے چغلخور (قانوناً بغیر سزا کے) جنت میں داخل نہ ہوگا (بخاری، مسلم، ترمذی)
ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ بلاشبہ اللہ کے اچھے بندے وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے اور اللہ تعالیٰ کے برے بندے وہ ہیں جو چغلی کھانے والے ہوتے ہیں اور (چغلی کی وجہ سے) محبت کرنے والوں میں جدائی کرنے والے ہوتے ہیں، اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں، (احمد وبیہقی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۱۵)

چغلی کسے کہتے ہیں؟

کسی کا عیب یا ایسا قول و فعل جس کو وہ چھپانا چاہتا ہے دوسروں پر ظاہر کرنا چغلی ہے پھر اگر وہ عیب واقعی اس شخص میں موجود ہے تو صرف چغلی کھانے کا گناہ ہوگا اور اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے یا ہے مگر اس نے اپنے پاس سے بڑھا چڑھا کر بیان کیا تو یہ الزام تراشی بھی ہے جو مستقل کبیرہ گناہ ہے (گناہ بےلذت ص ۲۲) اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ کسی کی ایسی بات دوسرے کو پہنچانا جو اس شخص کی طرف سے اس دوسرے کو بدگمان اور ناراض کر کے باہمی تعلقات کو خراب کر دے چغلخوری کہلاتا ہے (معارف الحدیث ج۲ ص ۲۵۱) چغلی کی جو بھی تشریح مراد لی جائے بہرحال چغلی کھانا کبیرہ گناہ ہے اور عذابِ قبر کا سبب ہے اس لئے اگر اس گناہ میں مبتلا ہو جائیں تو توبہ و استغفار کے ذریعے اس کو معاف کرانا چاہئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے تر شاخ منگانے اور چیر کر دونوں قبروں پر گاڑنے کا ذکر اور صحابہ کرام کے پوچھنے پر حضور ﷺ کے اس جواب کا ذکر ہے کہ امید ہے کہ ان دونوں کا عذاب ان کے سوکھنے تک ہلکا کر دیا جائے اس کی تشریح اس سلسلے کی دیگر مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں شفاعت فرمائی (کہ ان کا عذاب ہلکا کر دیا جائے) تو آپ ﷺ کی شفاعت کو اس حد تک قبول کر لیا گیا کہ یہ تر ٹہنیاں جب تک خشک نہ ہوں اس وقت تک عذاب ہلکا کر دیا جائیگا (ملاحظہ ہو مسلم شریف ج۱ ص ۱۴۱ و مرقاۃ ج۱ ص ۳۵۱)

ایک غلط فہمی کا ازالہ: یاد رہے کہ یہ ایک جزوی واقعہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے ان مُردوں کی قبروں پر جن کو عذاب ہو رہا تھا ٹہنیاں گاڑ کر عذاب ہلکا ہونے کی امید ظاہر فرمائی ورنہ یہ آپ ﷺ کی مستقل سنت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانے میں اور کتنے ہی مُردوں کو آپ ﷺ کی موجودگی میں دفن کیا گیا اور کتنی ہی قبروں پر آپ ﷺ کا گزر ہوا ہوگا لیکن اور کہیں بھی اس طرح کا

عمل آپ ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی طرف سے اپنی امت کو اس طرح کی تعلیم دینا ثابت ہے پھر خلفاء راشدین اور حضراتِ صحابہ کا دور آیا لیکن ان حضرات سے بھی یہ عمل ثابت نہیں اسی لئے حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی تدفین اور قبر کے مسائل میں اس طرح کا کوئی مسئلہ ذکر نہیں فرمایا لہٰذا اس عمل کو سنت نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اس پر قیاس کر کے قبروں پر پھول پتیاں ڈالی جائیں کیونکہ جب اصل ہی کا سنت ہونا ثابت نہیں تو اس پر دوسری چیزوں کو قیاس کر کے ان کو سنت کہنا کب جائز ہوسکتا ہے؟ البتہ اس کی بجائے فوت ہو جانے والوں کے حق میں مغفرت و رحمت کی دعائیں اور شرعی طریقے پر ایصالِ ثواب کا اہتمام رکھا جائے اور اپنی قبر کی فکر کی جائے۔ واللہ الموفق (جاری ہے............)

دس محرم کو کربلا کی وجہ سے گرمی کا تصور

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دس محرم کے دن دوسرے دنوں کی بنسبت ہمیشہ موسم گرم رہتا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ دس محرم کو کربلا کا واقعہ پیش آیا اور کربلا کے میدان میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سخت دھوپ اور گرمی کی حالت میں واقع ہوئی تھی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس دن کو ساری امت کے حق میں گرم بنا دیا، یہ بات بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں اور منگھڑت اور بناوٹی ہے، ایسا عقیدہ رکھنا بھی شریعت پر زیادتی اور سخت گناہ ہے، اول تو ہمیشہ دس محرم کو گرم موسم نہیں ہوتا بہت سی مرتبہ ٹھنڈا اور سرد بھی ہوتا ہے، بعض اوقات بارشیں بھی ہو جاتی ہیں، لیکن اگر کوئی پہلے سے اپنے عقیدہ اور تصور میں کوئی چیز قائم کر لے، تو نفسیاتی طور پر اس کو وہ چیز اسی طرح محسوس ہونے لگتی ہے، جس کی وجہ نفسیاتی کمزوری ہوتی ہے اور کچھ بھی نہیں، اور حقیقت میں وہ چیز اس طرح نہیں ہوتی جس طرح کا اس کے متعلق تصور قائم کیا ہوتا ہے، اور اگر بالفرض کسی مرتبہ دس محرم کو دوسرے دنوں کے مقابلہ میں گرم موسم ہو جائے تو اسکی وجہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا، جیسا کہ دوسرے دنوں میں بھی موسم کی تبدیلی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے، اسی طرح اس دن میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوگی، اور اس کا دس محرم ہونے یا اس دن میں کربلا کا سانحہ پیش آنے سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

ماہِ محرم الحرام کی فضیلت اور اہمیت

اسلامی نقطۂ نظر سے محرم کے مہینہ کو کئی اعتبار سے خصوصیت وفضیلت حاصل ہے:

پہلی خصوصیت (سال کے آغاز کے اعتبار سے) اس مہینہ کو پہلی خصوصیت تو یہ حاصل ہے کہ یہ مہینہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اس مہینہ کے آغاز پر اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے، ہر مذہب میں سال کے آغاز والے مہینہ کو خصوصی وامتیازی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور طرح طرح سے سال کے آغاز پر جشن منایا اور خوشیوں کا اظہار کیا جاتا ہے، نئے سال کی آمد پر ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کی جاتی ہے، تحفے تحائف کا لین دین ہوتا ہے، غرضیکہ مختلف طریقوں سے نئے سال کی ابتداء پر خوشیوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اسلام کے علاوہ دوسرے مذہبوں میں سال کا آغاز عموماً کسی دنیوی اور مادی واقعہ سے کیا جاتا ہے، تاکہ مذہبی حوالہ سے اس واقعہ کو لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ رکھنے اور اس سے کوئی دنیوی اور مادّی فائدہ حاصل اور بالفاظِ دیگر اپنے باطل مذہب کے نظریہ کی تبلیغ کی جا سکے، اگر غور کیا جائے تو اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح طور پر نظر آئے گی۔ مگر اسلام میں سال کے آغاز کا مدار کسی دنیوی، مادی اور فانی چیزوں پر نہیں رکھا گیا بلکہ ایک ایسی چیز پر رکھا گیا ہے جس کا تعلق آخرت، روحانیت اور بقاء ودوام پر ہے، اور وہ چیز ''ہجرت'' ہے، چنانچہ اسلامی سالوں کے ساتھ ہجری کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور ہجرت کا اسلام میں بہت اونچا مقام ہے، اور دراصل ہجرت ایک اہم عبادت کی حامل ہے جو تقریباً تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کے حصہ میں آئی ہے، ہجرت روحانی عمل ہے جس کے ذریعہ روح کو ترقی حاصل ہوتی ہے اور ہجرت ایک نیک عمل ہونے کی وجہ سے ثواب کے اعتبار سے باقی رہنے والی چیز ہے، بشرطیکہ اسلامی تقاضوں کے مطابق اس کو عمل میں لایا جائے، پھر ایک ہجرت تو ظاہری اور صوری ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو کر انجام دی جاتی ہے، اور ایک ہجرت باطنی اور معنوی ہے جس میں اپنے آپ اور اپنے نفس کو گناہوں سے نیکیوں اور بُرائی سے اچھائی کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

اَلْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ الْخَطَایَا وَ الذُّنُوْبَ

''یعنی اصل ہجرت کرنے والا وہ ہے جو چھوٹے اور بڑے گناہوں کو چھوڑ دے'' (مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی، کتاب الایمان)

اس طرح اسلامی سال کا آغاز ''جو محرم کے مہینہ سے ہوتا ہے'' مسلمان کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اللہ کے حکم پر مال، دولت، گھر بار سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار رہے، اور ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو چھوڑ دے، کیونکہ مرتے وقت اس نے ان سب چیزوں کو چھوڑ کر جانا ہے۔

پس محرم کے مہینہ میں ہر مسلمان کو دنیوی مال ومتاع کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دینے کا استحضار کرنا چاہئے اور ہر قسم کے گناہوں اور خطاؤں سے علیٰحدگی اختیار کرنی چاہئے اور ساتھ ہی حضور ﷺ اور آپ کے ساتھ صحابہؓ کرام کی ایک چھوٹی سی جماعت کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے عبرت آموز واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ان ہستیوں نے ایمان کی خاطر کتنی بڑی بڑی قربانیاں دیں اور اللہ کے دین کی خاطر کیا کچھ اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے سب کچھ برداشت کیا، ہمیں بھی ان مقدس ومبارک ہستیوں کی طرح اپنے اندر جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔

دوسری خصوصیت (عظمت والا مہینہ ہونے کے اعتبار سے) ماہِ محرم کو دوسری خصوصیت یہ حاصل ہے کہ یہ مہینہ سال کے ان چار مہینوں میں شامل ہے، جن کی فضیلت و برتری اسلام سے پہلے ہی سے مسلّم ہے اور ان چار مہینوں کی عظمت واہمیت کا قرآن مجید میں بھی ذکر کیا گیا ہے، ارشاد ہے:

مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ (سورہ توبۃ آیت ۳۶)

''مطلب یہ ہے کہ سال میں چار مہینے ادب واحترام والے ہیں''

صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چار مہینے یہ ہیں: (۱) ذیقعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) محرم (۴) رجب

ان چار مہینوں میں عبادت کرنا اور نیک کام انجام دے کو ثواب کا ذخیرہ جمع کرنا عظیم نعمت اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا عظیم سعادت اور نیک بختی کی نشانی ہے۔

تیسری خصوصیت (اہم واقعات کے وجود پذیر ہونے کے اعتبار سے) ماہِ محرم کے مبارک ومقدس ہونے کی وجہ سے اس مہینہ میں بڑے بڑے عظیم الشان اور مہتم بالشان واقعات کا بھی قدرت کی طرف سے ظہور کیا گیا، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو فرعون اور اس کے ٹڈی دل

لشکر سے اسی مہینہ میں نجات حاصل ہوئی اور ''رب اعلیٰ'' کا باطل اور مردود دعویٰ کرنے والے فرعون نامی ملعون شخص کا اسی مہینہ میں کام تمام کیا گیا اور اس کی لاش کو اگلے لوگوں کی عبرت کے لئے باقی چھوڑ دیا گیا جو آج بھی سبق حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت کا نمونہ ہے، اسی طرح اس دن میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شہادت واقع ہوئی۔ بعض دوسری روایات میں محرم کی دسویں تاریخ میں بڑے بڑے دیگر واقعات کے پیش آنے کا بھی ذکر ہے، ان میں سے بہت سی روایات اگرچہ کمزور اور ضعیف ہیں، لیکن محرم کے مہینہ اور خاص طور پر دس محرم کے دن کی فضیلت پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ ماہِ محرم اور دس محرم کی فضیلت ان واقعات کے پیش آنے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کی وجہ سے ہے، اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جس مہینہ اور جس دن و تاریخ کو چاہیں فضیلت عطا فرما دیں، البتہ اس مہینہ اور اس دن کی فضیلت کی وجہ سے ان واقعات کی فضیلت ظاہر کر دی گئی ہے۔

چوتھی خصوصیت (روزے کے اعتبار سے) اس مہینہ میں یوں تو ہر قسم کی عبادت کے ثواب کی خاص اہمیت وفضیلت ہے، لیکن بطورِ خاص اس مہینہ کے عام دنوں میں روزہ رکھنا خصوصی فضیلت کا حامل ہے۔

کئی روایات میں محرم کے مہینہ میں نفلی روزہ کی فضیلت کا ذکر موجود ہے، ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''رمضانُ المبارک کے روزوں کے بعد سب سے بہترین روزے اللہ کے مہینے ''محرم'' کے روزے ہیں'' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مسند احمد، دارمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ صَامَ یَوْمَ عَرَفَةَ کَانَ لَهٗ کَفَّارَةُ سَنَتَیْنِ. وَمَنْ صَامَ یَوْمًا مِّنَ الْمُحَرَّمِ فَلَهٗ بِکُلِّ یَوْمٍ ثَلَاثُوْنَ یَوْمًا'' (رواہ الطبرانی فی الصغیر وھو غریب. واسنادہ لا بأس بہ. والھیثم بن حبیب وثقہٗ ابن حبان) (ترغیب وترھیب ج ۲ ص ۷۰. فی صیام شھر اللہ المحرم) (کذا فی مجمع الزوائد ج ۳. باب صیام یوم عرفة)

ترجمہ: ''جس نے عرفہ کے دن (یعنی نو ذی الحجہ کی تاریخ) کا روزہ رکھا تو یہ اس کے لئے دو سال کے (صغیرہ گناہوں) کا کفارہ ہو جائے گا، اور جس نے ماہ محرم کے کسی بھی دن کا روزہ رکھا تو اس کو ہر دن کے روزہ کا ثواب تیس دنوں کے روزوں کے برابر حاصل ہوگا''

ایک روایت میں محرم کے مہینہ کے روزوں کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے:

”مَنْ صَامَ يَوْماً مِّنَ الْمُحَرَّمِ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ ثَلاَ ثُوْنَ حَسَنَةً“ (الجامع الصغیر للسیوطی ج۶ بحواله طبرانی فی الکبیر عن ابن عباس تصحیح السیوطی ضعیف وکنز العمال ج۸ ص ۵۷۲)

ترجمہ: ”جس نے محرم کے مہینہ کے کسی دن کا روزہ رکھا تو اسے ہر روزہ کے بدلہ تیس نیکیاں حاصل ہوں گی“

فائدہ: پہلی روایت میں محرم کے ایک روزہ کی فضیلت تیس دنوں کے اور دوسری روایت میں تیس نیکیوں کے برابر بتلائی گئی ہے مطلب قریب قریب دونوں کا ایک ہی ہے۔

یہ دونوں روایات سند کے لحاظ سے کچھ کمزور ہیں، مگر دوسری روایات کی تائید اور صرف فضیلت کا معاملہ ہونے کی حدتک ان کا قابلِ قبول ہونا کوئی نقصان دہ نہیں، اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام مناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وَخَصَّهُ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُ اَوَّلُ السَّنَةِ فَمَنْ عَظَّمَهُ بِالصَّوْمِ الَّذِیْ هُوَ مِنْ اَعْظَمِ الطَّاعَاتِ جُوْزِیَ بِجَزَالِ الثَّوَابِ. (فیض القدیر ج۶)

یعنی محرم کے مہینہ کے روزہ کی فضیلت خاص طور پر اس لئے بیان کی گئی کہ یہ مہینہ سال کا پہلا مہینہ ہے، لہٰذا جس انسان نے اس مہینہ کی روزہ کے ایسے عمل سے تعظیم کی جو نیک کاموں میں سے عظیم ترین عمل ہے، تو اسکو ثواب بھی اسی کی شان کے اعتبار سے برابر عطاء کیا جائے گا۔“

پانچویں خصوصیت (عاشورہ کے روزے کے اعتبار سے) محرم کی دس تاریخ کو روزہ رکھنا ایک سال کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”صَوْمُ يَوْمِ عَرَفَةَ يُكَفِّرُ سَنَتَيْنِ . مَاضِيَةً وَمُسْتَقْبِلَةً وَصَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يُكَفِّرُ سَنَةً مَاضِيَةً“ (الجامع الصغیر للسیوطی ج۴ بحواله، مسند احمد، مسلم، ابوداؤد)

ترجمہ: ”عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کا روزہ رکھنا گزشتہ اور آنے والے سالوں کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ اور عاشوراء (دس محرم) کا روزہ ایک سال گزشتہ کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے“۔

اس کی وجہ اہلِ علم حضرات نے یہ بیان فرمائی ہے کہ عرفہ کا دن تو ہمارے نبی ﷺ کی سنت ہے اور عاشوراء کا دن موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے، ہمارے نبی ﷺ کی سنت کا اجر موسیٰ علیہ السلام کی سنت کے مقابلہ میں دوہرا

رکھا گیا ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی حوالہ بالا)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشورہ کے دن کا روزہ حضور ﷺ سے پہلے کئی انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی رکھا ہے، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں درج ذیل حدیث نقل کی ہے:

''صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ ، يَوْمَ كَانَتِ الْاَنْبِيَآءُ يَصُوْمُهٗ'' (الجامع الصغير ج۴ باب حرف الصاد، بحواله ابن ابى شيبة عن ابى هريرة ، تصحيح السيوطى صحيح ، كذا فى كنز العمال ج۸ رقم حديث ۲۴۲۳۱)

ترجمہ: ''تم عاشورہ (دس محرم) کے دن کا روزہ رکھا کرو، اس دن (کئی) انبیاء علیہم السلام بھی روزہ رکھا کرتے تھے''۔

حضور ﷺ نے اپنے وصال مبارک سے پہلے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ

''اگر میں آئندہ سال (محرم کے موقع پر) موجود ہوا تو (یہودیوں کی مخالفت کرنے کے لئے محرم کی دسویں تاریخ کے ساتھ) نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا'' لیکن آپ ﷺ کا آئندہ سال محرم کی آمد سے پہلے ہی وصال ہوگیا، لہٰذا دسویں تاریخ کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ رکھنا مستحب ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا ارادہ فرمانا بھی عمل کے درجہ میں ہے۔ (کذا فی فیض القدیر للمناوی رحمہ اللہ ج۵)

بعض دیگر روایات میں یہودیوں کی مخالفت کرنے کا ذکر دسویں تاریخ کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا روزہ ملانے کے ساتھ کیا گیا ہے۔ (اعلاء السنن ج۹ ص ۱۷۹، بحوالہ تلخیص الحبیر، کنز العمال ج۸ ص ۵۷۰، بحوالہ مسند احمد، سنن کبریٰ بیہقی، شرح معانی الآثار، الجامع الصغیر للامام السیوطی ج۴ باب حرف الصاد)

لہٰذا دس محرم کا روزہ رکھنے کی صورت میں اس کے ساتھ نویں یا پھر گیارہویں تاریخ کا روزہ ملا لینا مستحب ہے

چھٹی خصوصیت (اہل وعیال پر وسعت کے اعتبار سے) دس محرم کو اپنے اہل وعیال پر وسعت کرنے سے پورے سال وسعت اور روزی میں برکت رہنے کا بھی ایک حدیث میں ذکر ہے۔

مَنْ وَسَّعَ عَلٰى عَيَالِهٖ فِىْ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِىْ سَنَتِهٖ (الجامع الصغير ج۲ ص ۵۴۵ رقم حديث ۹۰۷۵، بحواله طبرانى فى الاوسط ، والبيهقى فى شعب الايمان عن ابى سعيد ، تصحيح السيوطى صحيح)

ترجمہ: ''جو شخص دس محرم کے دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے

میں اس پر پورے سال وسعت رکھیں گے۔“

اس حدیث کو بعض محدثین نے بہت زیادہ ضعیف، بے اصل و بے سند اور بہت سے محدثین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے (جو ایک علمی بحث ہے) البتہ انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کی اصل اور سند موجود ہے، لہٰذا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، پس اگر گناہوں سے بچنے اور توبہ کے ساتھ ساتھ اس دن صرف اپنے گھر کی حد تک بغیر قرض لئے حلال مال سے کوئی اچھا کھانا تیار کرلے تو یہ عمل جائز بلکہ بہتر ہے، لیکن یہ معاملہ اپنے گھر تک محدود رکھا جائے اس کو نہ تو ضروری سمجھا جائے اور نہ ہی اس کا دائرہ بڑھا کر اپنی کفالت سے باہر کے افراد کو اس میں شامل کیا جائے، کیونکہ حدیث میں ایک دوسرے کو لینے دینے کا ذکر نہیں بلکہ صرف اپنے اہل وعیال پر وسعت کا ذکر ہے، یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ یہ عمل صرف دنیاوی برکت کے لئے ہے، اس میں آخرت کا کوئی ثواب نہیں اور ایصالِ ثواب کا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں، جو حضرات اس حدیث سے خاص دس محرم کو ایصالِ ثواب کرنے کی سند پکڑتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ (ماخذہٗ خطبات حکیم الامت ج۹ وعظ تحریم الحرم)

حالاتِ حاضرہ کا ایک تجزیہ: آپ حضرات کو گذشتہ تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ محرم کا مہینہ ان گنت وجوہات کی بناء پر بہت ہی فضیلت واہمیت کا حامل ہے، اور نہایت ہی مبارک ومقدس مہینہ ہے، اسلامی سال کا آغاز اس مہینہ پر ہوتا ہے، یہ سال کے چار مبارک ومحترم مہینوں میں سے ہے، اس مہینہ میں بڑے بڑے عظیم الشان واقعات وجود پذیر ہوئے، اس مہینہ کے روزے رکھنا خصوصی فضیلت رکھتا ہے، اور دس محرم کا روزہ تو ایک سال کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے وغیرہ وغیرہ، مگر آج کے کم علم اور کم فہم مسلمان ان سب چیزوں سے آنکھیں بند کر کے اور منہ موڑ کر بھیڑ چال چل رہے ہیں، محرم کے مہینہ کو نعوذ باللہ منحوس مہینہ سمجھتے ہیں یا کم از کم رنج وغم سے بھرا ہوا خیال کرتے ہیں، نوحہ، ماتم اور سوگ کے عجیب وغریب طریقے اس مہینہ کے ساتھ خاص خیال کرلئے گئے ہیں اور ان کو اس مہینہ کی خصوصیت اور تقاضا سمجھ لیا گیا ہے۔ شادی بیاہ کی تقریب کو اس مہینہ میں انجام دیا جانا بہت بڑا عیب سمجھا جاتا ہے، جو کہ سراسر لاعلمی ہے، محرم کے ابتدائی دس دنوں کو زیادہ ہی رنج وغم سے بھرا ہوا سمجھتے ہیں، اور مختلف قسم کے ماتم کرتے ہیں، نوحے اور ماتم کی مجلسوں میں شرکت کرتے ہیں، یہ تمام کام سخت گناہ اور اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کو دعوت دینے والے ہیں، ان خرافات کے بجائے جو اصل اعمال اور کام ہیں وہ انجام دینے چاہئیں (جن کا ذکر پیچھے گذر چکا) اور مذکورہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ ”اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ“

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولوی سعید افضل رمولوی طارق محمود

ماہِ محرم: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں

☐......**ماہِ محرم ۳ھ**: میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا (تقویم تاریخی ص۱) آپ آقائے نامدار ﷺ کی صاحبزادی تھیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نکاح آسمان پر بھی کر دیا ''الاصابہ ج۸ حرف الکاف میں ربیع الاول ۳ھ لکھا ہے'' (سیر الصحابہ ج۶ ص۱۰۰)

☐......**ماہِ محرم ۷ھ**: میں غزوہ خیبر ہوا (تقویم تاریخی ص۱) غزوۂ حدیبیہ سے واپسی کے بعد مدینہ منورہ میں چند دن قیام فرما کر آپ ﷺ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے چلتے وقت خیبر والوں کو اطلاع کر دی تھی، لیکن حضور ﷺ جب خیبر پہنچے تو خیبر کے یہودی خوف زدہ اور بدحواس ہو گئے، چند دن مقابلہ کے بعد خیبر فتح ہو گیا (البدایہ والنہایہ ج۴ غزوۃ خیبر فی اولہا، تاریخ ملت ج۱ ص۸۳، غزوات النبی ص۲۷۵)

☐......**ماہِ محرم ۹ھ**: میں قبیلہ بنو ثقیف نے اسلام قبول کیا (تقویم تاریخی ص۳) نبوت کے دسویں سال جب حضور ﷺ طائف کے لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر گئے تھے، تو اہلِ طائف نے بجائے آپ کی دعوت قبول کرنے کے آپ کے ساتھ نہایت افسوس ناک سلوک کیا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا ''ان لوگوں نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا لیکن ان کی اولادیں ان شاء اللہ اسلام قبول کریں گی''، اسی پیشین گوئی کا نتیجہ تھا کہ ۹ھ میں بنو ثقیف اپنے سرداروں سمیت اسلام قبول کرنے کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ''البدایہ والنہایہ ج۵ قدوم وفد بنو ثقیف میں رمضان ۹ھ لکھا ہے'' (رحمۃ للعالمین ج۱ ص۱۸۳)

☐......**ماہِ محرم ۱۴ھ**: میں جنگ قادسیہ ہوئی، پے در پے ہزیمتوں سے پریشان ہو کر کفار نئے بادشاہ یزدگرد کی قیادت میں دوبارہ منظّم ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کفار کے مقابلے کے لئے عظیم الشان لشکر روانہ کیا، مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے اور کفار کا سپہ سالار مشہور زمانہ رستم تھا، تین دن کی سخت لڑائی کے بعد چوتھے دن مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی (البدایہ والنہایہ ج۷ غزوۃ القادسیہ، تاریخ ملت ج۱ ص۲۲۰)

☐......**ماہِ محرم ۱۸ھ**: میں امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویم

تاریخی ص ۵) ۱۸ ہجری میں شام اور عراق میں طاعون عمواس کی سخت جان لیوا وباء پھیلی تھی اسوقت مسلمانوں کا ایک لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس طرف کے علاقوں میں جہاد میں مصروف تھا کہ ہزاروں مسلمان اس وباء سے فوت ہوئے، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا انتقال بھی اسی بیماری سے ہوا (صحابہ انسائیکلو پیڈیا ص ۲۴۶، الاصابہ ج ۳ حرف العین المہملہ، العین بعد ہا الالف)

□......**ماہِ محرم ۱۸ھ**: میں کاتبِ وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دمشق کے گورنر مقرر ہوئے (تقویم تاریخی ص ۵) پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی امانت اور قابلیت کو دیکھتے ہوئے فلسطین، اردن اور لبنان کی گورنری بھی ان کو دے دی، آپ ﷺ ان کے بہنوئی تھے، آپ ﷺ نے ان کو مہدی اور امین کے لقب سے بھی نوزا تھا (البدایہ والنہایہ ج ۷ یزید بن ابی سفیان، صحابہ انسائیکلو پیڈیا ص ۱۵۲، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق)

□......**ماہِ محرم ۲۱ھ**: میں خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مشہور صحابیٔ رسول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے (تقویم تاریخی ص ۶) آپ کی کامیاب فتوحات اور شاندار کارکردگی کی بدولت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر کا گورنر مقرر فرما دیا تھا ''البدایہ والنہایہ ج ۷ باب صفۃ فتح مصر میں سن ۲۰ھ لکھا ہے'' (سیر الصحابہ ج ۲ ص ۱۳۰)

□......**ماہِ محرم ۲۴ھ**: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفۂ ثالث کی حیثیت سے مقرر ہوئے (تقویم تاریخی ص ۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق چھ افراد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد باہمی اتفاق رائے سے آپ کو خلیفہ نامزد کیا، وہ چھ افراد یہ تھے ''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم (البدایہ والنہایہ ج ۷ خلافۃ امیر المومنین عثمان بن عفان، صحابہ انسائیکلو پیڈیا ص ۱۷۳، عقائد اسلام ص ۱۸۵)

□......**ماہِ محرم ۳۶ھ**: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت باسعادت وجود میں آئی (تقویم تاریخی ص ۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے بعد چوتھے اور آخری خلیفۂ راشد ہیں، آپ کے حالات و واقعات مشہور و معروف ہیں ''البدایہ والنہایہ ج ۷ خلافۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں آخر ذی الحجہ ۳۵ھ لکھا ہے'' (تاریخ ملت ج ۱ ص ۳۴۱)

□......**ماہِ محرم ۳۷ھ**: میں جنگ صفین کی عارضی صلح ہوئی (تقویم تاریخی ص ۱۰) کیونکہ ذی الحجہ کے مہینے

Iqra Ghufran

کے بعد محرم کا مہینہ شروع ہو گیا تھا، اس لئے محرم کے احترام میں دونوں فریقین میں عارضی جنگ بندی ہوئی (تاریخ ملت ج اص ۳۷۱)

□...... **ماہِ محرم ۶۱ھ**: میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی (تقویم تاریخی ص ۱۶) اہلِ عراق نے یزید کے فسق و فجور، شراب نوشی اور ظلم سے تنگ آ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی حمایت کے خطوط لکھے اور ان کی طرف وفود بھیجے کہ ہم آپ کی بیعت کر کے یزید سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں، لیکن جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو انہوں نے سب چیزوں سے انکار کر کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مخالفت شروع کر دی اور یزید کے امراء کے ساتھ کوفہ سے باہر نکل کر کربلا کے مقام پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو بے رحمی اور بے دردی سے شہید کر دیا اور سب کے سر کاٹ کر یزید کی طرف سے کوفہ کے گورنر ابن زیاد کے سامنے پیش کئے (حادثہ کربلا کا پس منظر، البدایہ والنہایہ ج ۸ قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکہ)

□...... **ماہِ محرم ۶۷ھ**: میں کربلا کے واقعے کے مرکزی کردار اور کوفہ کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کو قتل کیا گیا، یزید کی موت کے بعد مختار ثقفی نے مقتولینِ کربلا کا انتقام لینے کے بہانہ کوفہ پر قبضہ کر کے قاتلینِ اہلِ بیت کو چن چن کر قتل کیا، بعض کی لاشوں کو جلا دیا، اور سرکردہ قاتل شمر بن ذی الجوش کی لاش کو کتوں سے پھڑوا دیا، اور ابن زیاد سے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل حصین بن نمیر اور ابن زیاد کے سر کاٹ کر اسی محل میں لائے گئے، جہاں ابن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے سر لائے گئے تھے (البدایہ والنہایہ ج ۸ ترجمۃ ابن زیاد، تاریخ ملت ج اص ۵۳۶)

□...... **ماہِ محرم ۷۴ھ**: میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص ۱۹) آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور تفسیر، حدیث اور فقہ کے امام تھے، حج کے زمانے میں طواف کے دوران ایک شخص کے نیزے کی زہر آلود نوک ان کے پاؤں میں چبھ گئی اور اس کا زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا اور اگلے مہینے محرم میں ان کی وفات ہوئی (البدایہ والنہایہ ج ۹ عبد اللہ بن عمر، سیر الصحابہ ج ۲ ص ۱۶)

□...... **ماہِ محرم ۸۸ھ**: میں فرغانہ فتح ہوا (تقویم تاریخی ص ۲۲) حجاج بن یوسف کے حکم پر خراسان کے مسلمانوں کا ایک لشکر بغاوتوں کو کچلنے اور غیر مفتوحہ علاقوں کی فتح میں مشغول تھا، ترک، صغد اور اہلِ فرغانہ نے شاہِ چین کے بھانجے کی قیادت میں دو لاکھ کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا، مگر مسلمان بڑی بہادری کے ساتھ لڑے اور اللہ تعالیٰ نے کفار پر فتح عطا فرمائی (تاریخ ملت ج اص ۶۰۷)

بسلسلہ : نبیوں کے سچے قصے مولانا محمد امجد

حضرت ھود علیہ السلام اور قومِ عاد (چوتھی و آخری قسط)

قومِ عاد کو مادی وسائل اور ساز و سامان کی فراوانی اور جسمانی قوت و طاقت کی قہرمانی اللہ تبارک تعالیٰ نے تمام قوموں سے بہت زیادہ عطا فرمائی تھی جس کی کسی قدر تفصیلات پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں جہاں اس قوم کے بعد میں آنے والی قوموں پر مادی امتیاز اور فوقیت کا ذکر فرمایا ہے اُسی آیت میں کچھ مزید ایسی جسمانی نعمتوں کا ذکر بھی فرمایا ہے جو اگر صحیح استعمال ہوتیں تو ہمیشہ کی فلاح و کامیابی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخروئی کا باعث بن سکتی تھیں مگر صحیح استعمال نہ ہونے کی وجہ سے وہ نعمتیں ان کے کام نہ آسکیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکیں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ وہ مزید جسمانی نعمتیں اس قوم کے ساتھ خاص نہ تھیں بلکہ اولادِ آدم میں سے ہر فرد کو وہ نعمتیں حاصل ہیں لہٰذا اس آیت میں ہر فرد بشر کے لئے عموماً اور ہر مسلمان کے لئے خصوصاً بہت کچھ سوچنے سمجھنے کا سامان موجود ہے اب ذرا وہ آیت مبارکہ اور اس کی کسی قدر تفسیر و تفصیل ملاحظہ ہو:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْئِدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (الاحقاف ۲۶)

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کو اُن چیزوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو اُن چیزوں میں قدرت نہیں دی (یعنی جسمانی اور مادی تصرفات اور قوتوں میں وہ تم سے بہت آگے تھے) اور ہم نے ان کو کان آنکھ اور دل (سب ہی کچھ) دیئے تھے سو چونکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اس لئے (جب ان پر عذاب آیا تو) نہ ان کے کان ان کے ذرا بھی کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آن گھیرا ''

یعنی نہ ان کو یہ ظاہری حواس کان آنکھ وغیرہ عذاب سے بچا سکے اور نہ ان کی تدبیر و منصوبہ بندی جس کا ادراک دل و دماغ سے ہوتا ہے اور نہ ان کی کوئی قوت و طاقت ان کے کام آئی جس میں اے قرآن کے

مخاطب لوگو! وہ تم سے بہت بڑھے ہوئے تھے پس تمہاری تو حقیقت ہی ان کے مقابلے میں کیا ہے؟ اسی طرح کا ایک مضمون زیادہ عمومیت کے ساتھ سورہ اعراف کی ایک آیت میں بھی بیان ہوا ہے ملاحظہ ہو:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًامِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّايَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّايُبْصِرُوْنَ بِهَاوَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّايَسْمَعُوْنَ بِهَااُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ.

ترجمہ: ”ہم نے بہتیرے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں جن کے (نام کو) تو دل (ہیں مگر ایسے) جن سے (حق بات کو) نہیں سمجھتے (بوجہ اس کا ارادہ نہ کرنے) اور جن کے (نام کو تو) آنکھیں (ہیں مگر) ایسی ہیں جن سے (عبرت وبصیرت کی نگاہ سے) کسی چیز کو نہیں دیکھتے اور جن کے (نام کو تو) کان (ہیں مگر ایسے ہیں جن سے (یقین وتوجہ کے ساتھ حق بات کو) نہیں سنتے یہ لوگ (آخرت کی طرف سے بے پرواہ ہونے میں ڈھورڈنگروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں (کیونکہ) یہ لوگ غافل ہیں (بخلاف چوپایوں کے کہ ان کو آخرت کے امور کا مکلّف نہیں بنایا گیا اس لئے ان کا متوجہ نہ ہونا مذموم نہیں جبکہ مکلّف ہونے کے باوجود تمہارا متوجہ نہ ہونا مذموم ہے)“

پہلی آیت میں قوم عاد کے حق میں کان آنکھ اور دل کو بے فائدہ فرمایا گیا ہے اور دوسری آیت میں تمام کافر، نافرمان باغیوں کے دیکھنے، سننے اور سمجھ بوجھ رکھنے کی نفی فرمائی گئی ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ نہ پاگل دیوانے ہوتے ہیں کہ کچھ نہ سمجھیں اور نہ بہرے اور نابینا ہوتے ہیں کہ کچھ نہ سنیں نہ دیکھیں بلکہ مشاہدہ یہ ہے کہ دنیا کے کاموں میں یہ اکثر لوگوں سے زیادہ چالاک اور ہوشیار نظر آتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے ہر مخلوق کے اندر اس کی ضرورت کے مطابق اور اس کے مقصد حیات کے مناسب عقل اور شعور رکھا ہے۔ سب سے کم شعور اور حس جمادات یعنی پتھر مٹی وغیرہ میں ہے جن کو نہ کچھ بڑھنا ہے اور نہ اپنی جگہ سے نکلنا اور چلنا پھرنا ہے ان کی حس اتنی معمولی درجہ کی ہے کہ ہم اس کو محسوس بھی نہیں کر سکتے لیکن حیی وقیوم ذات کے آگے یہ زندہ ہیں اور اس کی تسبیح بھی کرتے ہیں جیسا کہ آیت:

”وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّایُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ“ (ہر چیز اللہ کی حمد وثناء بیان کرتی ہے) سے واضح ہے اور مثنوی مولانا روم میں ہے:

؎ خاک وباد وآب واتش زندہ اند   بامن وتو مردہ اند باحق زندہ اند

جمادات سے کچھ زائد حس وادراک نباتات میں ہے جن کے مقصد وجود میں بڑھنا، پھلنا پھولنا داخل ہے اسی کے مناسب عقل وادراک ان کو دیا گیا اس کے بعد حیوانات کا نمبر ہے جن کے مقصد وجود میں بڑھنا بھی داخل ہے چلنا پھرنا بھی اور چل پھر کر اپنی غذا حاصل کرنا بھی اور مضر ومہلک چیزوں سے بچنا بھاگنا بھی اور نسل پیدا کرنا بھی ان سب تقاضوں اور ضروریات کے بقدر ادراک وشعور حیوانات کو عطا ہوا۔ سب کے بعد انسان کا نمبر ہے جس کا مقصدِ وجود سب چیزوں سے آگے یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے کو پہچانے اس کی مرضی کے مطابق چلے، کھرے کھوٹے، اچھے برے کو پرکھے، برائیوں سے بچے، اچھائیوں کو اختیار کرے، دوسری مخلوقات جمادات، نباتات، حیوانات، سے فائدہ اٹھائے اور ان کو کام میں لائے، اس لحاظ سے اس نوع انسانی کو بہت وسیع عقل وشعور دیا گیا اور ترقی کا بڑا وسیع میدان ملا حتی کہ یہ ترقی کر کے فرشتوں کی صف سے بھی آگے مکان پاتا ہے:

؎ فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا   مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

اس کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے اعمال پر جزا وسزا کا سلسلہ رکھا ہے جب یہ حقیقت سامنے آ گئی تو سمجھ لینا چاہیے کہ ایک انسان کا دیکھنا سننا اور سمجھ بوجھ سے کام لینا دوسرے حیوانات کے دیکھنے، سننے اور سمجھنے سے مختلف ہونا چاہیے، دوسرے حیوانات کی سمجھ بوجھ اور دیکھنا سننا اپنی مادی ضروریات جسمانی تقاضوں اور نسل وغیرہ کی حد تک ہیں۔ اب اگر انسان کے دیکھنے سننے اور دیگر حواس اور عقل وادراک کی رسائی بھی محض مادی و معاشی دھندوں اور جسمانی ضروریات، بقاء اور افزائشِ نسل کی حد تک ہوں اس سے آگے جو کام انسان کے لئے مخصوص تھے یعنی اپنے مالکِ حقیقی اپنے خالق کو پہچاننا، اس کی منشاء ومراد کو پہنچنا اور اس کی مرضیات پر چلنا اور اس کا نائب بن کر زمین پر نظام چلانا اور تمام مخلوقات کو کام میں لانا اور ان کو کام پر لگانا اگر انسان اپنی یہ مخصوص ذمہ داریاں پوری نہ کرے تو اس صورت میں یہ حضرتِ انسان باوجود عقل رکھنے کے بے عقل، باوجود آنکھ رکھنے کے نابینا اور باوجود کان رکھنے کے بہرا ہی ہے۔ جب ملکوتی ملکات کا حاصل ہو کر حیوانات سے آگے نہ بڑھا تو اس کے رب کا اس کی کارگزاری سے بے زار ہو کر یہ کہنا کتنا بجا ہوا:

''اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ'' کہ ''وہ ڈھور ڈنگر ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں''

اس لئے قرآن مجید میں دوسری جگہ ایسے لوگوں کو '' صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ ''یعنی بہرے، گونگے، اندھے فرمایا

ہے اور ایک جگہ بات کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا:

یَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَهُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَةِ هُمۡ غٰفِلُوۡنَ

یعنی جانتے بوجھتے تو ہیں لیکن ان کے سارے علم و نالج (Knowledge) کا منتہائے مقصود اس فانی دنیا کی زندگانی تک ہے آخرت سے بالکل ہی غافل و جاہل بنے ہوتے ہیں (پھر یہ جاننا کیا جاننا ہوا؟)

ایک موقعہ پر قومِ عاد کے بارے میں قرآن نے فرمایا ''وَکَانُوۡا مُسۡتَبۡصِرِیۡنَ'' یعنی یہ لوگ بڑے روشن خیال تھے آج کل کی زبان میں گویا کہ ''ماڈرن'' و ''جدت پسند'' تھے، مگر چونکہ ان کی دانائی اور روشن دماغی کی ساری بھاگ دوڑ اتنی ہی رہی جتنی جانوروں کی ہوتی ہے یعنی اپنے تن بدن کی خدمت، باقی روح کی ضروریات، روحانی زندگی کے تقاضے اور اس کی راحت کے متعلق کچھ نہ سوچا نہ دیکھا، اس لئے انسان معاشیات و عمرانیات میں کتنی ہی ترقی کر لے، چاند و مریخ کو پامال کر آئے، مصنوعی سیاروں سے فضاؤں کے سینے کو روند ڈالے لیکن ان سب چیزوں میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو روح انسانی کے لئے دائمی چین اور راحت کا سامان بنے اس لئے قرآن کریم ان کو اندھا بہرا اور ناسمجھ قرار دیتا ہے، اور قوم عاد جیسی روشن خیال ترقی یافتہ (Up To Date) قوم کی دیکھنے سننے اور عقل و ادراک کی قوتوں کو بے فائدہ بتلاتا ہے۔ اس کھلے آئینے میں ساری قوموں کا حال روشن ہے تو کوئی ہے حقیقی سمجھ بوجھ رکھنے والا؟ ؎

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا — اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا — آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا — زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

Idara Ghufran

بسلسلہ: صحابہ کے سچے قصے انیس احمد حنیف

صحابیٔ رسول حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ

محرم الحرام کی دسویں (۱۰) تاریخ تھی کہ مدینہ کی سرزمین پر سب سے پہلے مہاجر صحابی نے قدم رکھا، یہ وہ ۱۰ محرم الحرام کا دن تھا جو رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے یا آخری مرتبہ مکہ مکرمہ میں گزارا مدینہ طیبہ کو اپنے مبارک وجود سے رونق بخشنے والے یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی یعنی رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت برہ بنتِ عبد المطلب کے فرزند اور ام المومنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابو سلمہ کی کنیت سے مشہور ہیں۔

آپ ابتدائی دور میں ہی اسلام لے آئے تھے تقریباً دس افراد ہی آپ سے پہلے اس مبارک حلقے کی زینت بنے۔ ۵ھ نبوی میں جب گیارہ مردوں اور چار خواتین نے حبشہ کی جانب ہجرت کی تو ان گیارہ مردوں میں سے ایک حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جبکہ چار خواتین میں سے ایک آپ کی اہلیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں تین ماہ بعد جب اہلِ مکہ کے مسلمان ہونے کی افواہ پھیلی تو یہ بھی مکہ مکرمہ واپس آ گئے یہاں آ کر حقیقت معلوم ہوئی تو ان دونوں نے ابو طالب کے یہاں پناہ لے لی، ۶ھ نبوی میں دوبارہ جب حبشہ کی طرف مسلمانوں نے ہجرت کی تو ۸۳ مردوں اور ۲۰ خواتین کے قافلے میں بھی آپ اور آپ کی اہلیہ دونوں ہی شامل تھے کئی سال وہاں گزار کر جب مکہ واپس آئے تو دونوں میاں بیوی نے نبی کریم ﷺ کی اجازت سے مدینہ طیبہ ہجرت کر لی۔

اللہ کے رسول ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کا انصاری بھائی قرار دیا ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ جب حضرت کلثوم بن الہدم کے یہاں ٹھہرے تو حضرت سعد ہی کے مکان پر انصار و مہاجرین سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔

غزوۂ بدر میں دونوں بھائیوں یعنی حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد اور حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حصہ لیا حضرت سعد نے تو اسی غزوہ میں شہادت پائی جبکہ حضرت ابو سلمہ کو اس کے بعد غزوہ احد میں شرکت کی سعادت بھی حاصل ہوئی غزوۂ اُحد میں دشمن کے ایک زہر آلودہ تیر نے آپ کا بازو زخمی کر دیا، معرکہ ختم ہوا تو آپ کے زخم کا علاج تقریباً ایک ماہ جاری رہا آخر ظاہری زخم ٹھیک ہو گیا۔

محرم الحرام ۴ھ ہجری کا پہلا عشرہ تھا جب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بنی اسد کی طرف ایک سو پچاس مہاجرین وانصار کی ایک جماعت دے کر روانہ فرمایا نبی کریم ﷺ کو جب اطلاع ہوئی کہ طلیحہ اوراسد بن خویلد اپنی قوم اور چند دوسرے قبیلوں کو جنگ کے لئے اُبھار رہے ہیں تو آپ ﷺ نے عَلَم حضرت ابوسلمہ کو دے کر فرمایا......روانہ ہو جاؤ...... یہاں تک کہ بنواسد کی سرزمین میں پہنچ کران کی جمعیت کے فراہم ہونے سے پہلے ان کا شیرازہ منتشر کردو......حضرت ابوسلمہ اپنے محبوب آقا کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے ایک غیر مشہور راستے سے ہوتے ہوئے اچانک بنی اسد پر حملہ آور ہو گئے...... بنی اسد اس اچانک اور شدید حملے کی تاب نہ لا سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے......آپ نے اپنی جماعت کو تین حصوں میں تقسیم کر کے دشمن کا تعاقب کیا......اس سریہ میں آپ کثرت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں مالِ غنیمت کے طور پر پکڑ کرلائے جنہیں آپ نے مدینہ آتے ہی دربارِ نبوی میں پیش کر دیا۔

اِدھر یہ مہم ختم ہوئی اور ادھر آپ کے بازو کا زخم جو بظاہر ٹھیک ہو چکا تھا دوبارہ تازہ ہو گیا آپ تقریباً چار مہینے اس تکلیف میں مبتلا رہے اس دوران نبی کریم ﷺ آپ کی عیادت فرماتے رہے ۳ جمادی الاخری کو جب رسول اللہ ﷺ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو حضرت ابوسلمہ تو جیسے آپ کی آمد ہی کے منتظر تھے، ادھر مسیحا نے قدم رکھا اور ادھر بیمار کو ہمیشہ کے لئے آرام آ گیا۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت ابوسلمہ کی آنکھوں پر پھیلائے اور انہیں بند کر دیا......فرمایا...... انسان کی روح جس وقت آسمان پر چڑھائی جاتی ہے تو اس کی آنکھیں اس کے دیکھنے کے لئے کھلی رہ جاتی ہیں......عورتیں رونے لگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا......رک جاؤ......اپنی جانوں کے لئے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کیا کرو......کیونکہ فرشتے میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اہلِ میت کی دعا پر آمین کہتے ہیں......پھر آپ ﷺ نے اپنے فدائی کے لئے دعا فرمائی......اے اللہ ابوسلمہ کی قبر کو کشادہ کر دیجئے...... اس میں ان کے لئے روشنی کر دیجئے......ان کے نور کو بڑھا دیجئے......اوران کے گناہ معاف فرما دیجئے ......اے اللہ ان کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر دیجئے......زہے نصیب محبت قبول ہے جن کی

بسلسلہ اصلاحِ معاملہ مفتی منظور احمد (فیصل آباد)

تجارت کی فضیلت واہمیت (دوسری وآخری قسط)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں میں بہت بڑے تاجر رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی تجارت بھی اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ کے کاموں کیلئے تھی ۔حضور اقدس ﷺ نے غزوۂ تبوک کے لئے جب چندا کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ پورے ساز وسامان کے ساتھ پیش کئے ۔ایک روایت میں ایک ہزار دینار (اشرفی) اور ایک روایت میں ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دینے کا ذکر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا شمار بڑے تاجروں اور انتہائی مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے ہجرت کے بعد حضور اقدس ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخاۃ (بھائی چارہ) کرادی ۔سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے آدھے مال اور طلاق کے بعد اپنی ایک بیوی سے نکاح کرنے کی پیشکش کی ،مگر انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بازار کا راستہ بتا دو جہاں کاروبار ہوتا ہے۔ انہوں نے بنوقینقاع کے بازار کا راستہ بتایا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وہاں کاروبار شروع کیا ،چند دن گزرے تھے کہ شادی بھی کرلی اور اللہ تعالیٰ نے مال میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ جس عورت سے نکاح کیا تھا اس کو مرض الموت میں جب طلاق دی تو بطور مصالحت کے اسے کل مال کے آٹھویں حصے کا ۴/۱ دیا جو ۸۳ ہزار دینار (اشرفی) بنتا تھا، ان کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصا مہاجرین، تابعین، تبع تابعین، فقہاء اور محدثین نے تجارت کا مشغلہ اختیار کیا جس سے تجارت کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

شریعت نے تجارت کے آداب، اصول اور احکام تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔جن کو سیکھنا اور تجارت کرتے وقت ان کو مدنظر رکھنا ضروری ہے، ان کے سیکھے بغیر تجارت میں مشغولیت شرعًا ناجائز ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جاہل لوگ ہمارے بازاروں میں اس وقت تک داخل نہ ہوں جب تک کہ خرید و فروخت کے احکام کو نہ جان لیں ۔بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باقاعدہ بازار میں گھوما کرتے تھے اور جو لوگ خرید وفروخت کے احکام سے جاہل ہوتے تھے انہیں کوڑے لگا کر بازار سے نکال دیا

کرتے تھے۔امام مالک رحمہ اللہ نے بھی ایسے شخص کو بازار سے نکلوا دینے کا فتویٰ دیا جو خرید وفروخت کے احکام نہ جانتا ہو، اور آپ نے فرمایا کہ تاجروں کی شہادت کسی مسئلہ میں اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ اپنے متعلقہ بیع وشراء کے مسائل کو نہ سیکھ لیں۔فقہ کی معروف کتاب ''فتاویٰ بزازیہ'' میں نقل کیا گیا ہے کہ:

''کسی شخص کو اس وقت تک تجارت میں مشغول ہونا جائز نہیں جب تک وہ بیوع سے متعلق مسائل کو زبانی یاد نہ کرلے''

پہلے زمانے میں جب تاجر سفر کرتے تھے اور خود مسائل سے ناواقف ہوتے تھے تو اپنے ساتھ کسی فقیہ کو بھی رکھا کرتے تھے تاکہ اس سے مسائل پوچھتے رہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام غزالی رحمہ اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ:

''کسی مکلّف کیلئے اُس وقت تک کوئی معاملہ کرنا جائز نہیں جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے''

اسلام کے ابتدائی زمانے میں لوگ اس وقت تک خرید وفروخت میں مشغول نہیں ہوتے تھے جب تک اس کے احکام اور آداب نہ سیکھ لیتے اور خرید وفروخت میں سود سے بچنے کا طریقہ نہ سیکھ لیتے۔

جب انسان تجارت کے آداب، اس کے احکام اور شرعی اصول سیکھ کر ان کے مطابق تجارت کرتا ہے تو یہ تجارت عبادت بن جاتی ہے اور اس کے ذریعے تاجر کو وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جو پیچھے احادیث میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور یہی عین تقویٰ ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ سے عرض کیا گیا کہ آپ تقویٰ کے بارے میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھ دیتے؟ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''صَنَّفْتُ کِتَابَ الْبُیُوْعِ''

''یعنی میں نے خرید وفروخت کے متعلق ایک کتاب لکھ دی ہے جس میں خرید وفروخت کے متعلق احکام ومسائل لکھے ہیں، اگر کوئی ان احکام کا خیال کرتے ہوئے خرید وفروخت کرے گا اور ناجائز وحرام سے بچے گا تو وہ سب سے بڑا متقی ہوگا (ماخوذ از فضائل تجارت)

معلوم ہوا کہ تجارت کو شروع کرنے سے پہلے اس کے آداب، احکام ومسائل کا سیکھنا ضروری ہے۔احکامِ شرعیہ کا لحاظ کئے بغیر تجارت کرنا بہت بڑا گناہ اور آخرت میں انسان کے لئے وبال کا باعث ہے۔اسی

لئے حضورِاقدس ﷺ نے فرمایا:

''اَلتُّجَّارُ یُبْعَثُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فُجَّارًا اِلَّامَنِ اتَّقٰی وَبَرَّ وَصَدَقَ''

''تاجر قیامت کے دن فاجر ہونے کی حالت میں اُٹھائے جائیں گے مگر وہ جنہوں نے تقویٰ، نیکی اور سچائی اختیار کی (ترغیب ج۲ص۴۷)

افسوس کہ آج مسلمان یا تو تجارت سے دور ہیں اگر کچھ تجارت میں مصروف ہیں تو وہ تجارت کو دین سے الگ ایک شعبہ تصور کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ تجارت کے بارے میں شریعت کی ہدایات کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے، تاجروں کی بہت کم تعداد ایسی ہے جو تجارت کو شریعت اور دین کا حصہ سمجھتی ہے مگر وہ بھی تجارت کے بارے میں شرعی احکام سے ناواقف ہے اور جہالت کی وجہ سے ایسے معاملات کر بیٹھتے ہیں جو شرعاً ناجائز ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے آج پوری امت مسلمہ وسائل کے باوجود افلاس اور قوت کے باوجود غیروں کی غلامی میں جکڑی اور ان کے قرضوں تلے دبی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اس حالت پر غور کرنے اور اس کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

Idara Ghufran

بسلسلہ: سہل اور قیمتی نیکیاں حافظ محمد ناصر

خالق اور مخلوق سے اچھا گمان رکھیئے

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا: حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ (مشکوٰۃ از احمد وابوداؤد)
ترجمہ: اچھا گمان رکھنا بھی عبادت کی ایک قسم ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث قُدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، اِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ'' (الجامع الصغیر للسیوطی ج ۲ بحوالہ طبرانی وابو نعیم) ترجمہ: ''میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق برتاؤ کرتا ہوں، اگر اس کا گمان میرے متعلق اچھا ہوتا ہے تو میں بھی اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہوں، اور اگر بُرا ہوتا ہے تو میرا بھی اس کے ساتھ اسی کے مطابق برتاؤ ہوتا ہے''۔

ایک اور حدیث میں ہے ''اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰہِ'' (مسند احمد، ترمذی، حاکم) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان اللہ تعالیٰ کی اچھی عبادت کی نشانی ہے۔ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کو افضلِ عبادت بتلایا گیا ہے، (رواہ البغوی) ایک اور روایت میں عام حُسنِ ظن (اچھے گمان) کو (خواہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا لوگوں سے) حُسنِ عبادت (اچھی عبادت) قرار دیا گیا ہے، (کنزالعمال ج ۳)

لہٰذا بندہ کو اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان اور اچھی سوچ رکھنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت جیسا اچھا گمان رکھنا عبادت ہے، بشرطیکہ عمل بھی صحیح ہو ورنہ بدعملی کے ساتھ اچھا گمان رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈالنا ہے، اسی طرح مسلمانوں سے عام حالات میں اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے، اور ظاہر ہے کہ بلا وجہ دوسرے مسلمان سے بدگمان ہونا گناہ ہوگا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض گمانوں کو گناہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا فرمان ہے کہ ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا یعنی ایمان والوں سے اچھا گمان رکھو، یہ ایک ایسی سوچ اور نظریہ ہے جو بہت اہم بھی ہے اور آسان بھی اور بے شمار بھلائیوں کا ذریعہ بھی۔

قرآن مجید کی سورہ نور کی جن آیات میں دوسرں کے گھروں میں اجازت لیکر داخل ہونے کے احکامات اور آداب بتلائے گئے ہیں وہاں ایک حکم یہ بھی دیا گیا ہے کہ ''وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا'' (سورہ نور آیۃ ۲۸) ترجمہ: اور اگر (تم کسی کے گھر جاؤ) اور (وہاں سے) تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم لوٹ آؤ۔ ''یعنی ایسا

کہنے سے بُرا نہ مانو اور دوسرے سے بدگمان نہ ہو جاؤ، بسا اوقات آدمی کی طبیعت کسی سے ملنے کو نہیں چاہتی یا اور کوئی عذر ہوتا ہے۔(تفسیرِ عثمانی بتغیر)"

اس آیتِ کریمہ اور اس کی تشریح سے بھی یہ بات سمجھ میں آئی کہ جہاں تک ہو سکے کسی مسلمان سے بدگمان ہونے سے بچا جائے، اور اگر کبھی ایسا موقعہ آ بھی جائے کہ کسی مسلمان کے عمل سے بدگمانی پیدا ہو سکتی ہو تو اس کے اچھے پہلو کو تلاش کیا جائے مثلاً یہ کہ ممکن ہے کہ اس مسلمان نے یہ عمل کسی جائز ضرورت کی وجہ سے کیا ہو، اس طرح سے اُس مسلمان سے بدگمان ہونے سے حفاظت ہو جائے گی۔

مسلمانوں سے حُسنِ ظن اور خوش گمانی کے جہاں دُنیوی واُخروی فوائد ہیں وہاں بدگمانی کے نتیجے میں دنیا اور آخرت کا نقصان بھی ہے، اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بندہ بجائے دوسروں کے اپنے نفس سے بدگمان رہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (یوسف آیۃ۵۳) بے شک نفس تو بُرائیاں ہی سکھلاتا ہے۔ یعنی نفس دل میں بُرائیوں کے خیالات ڈال کر بندے کو گناہوں کی طرف متوجہ کرتا ہے، جیسے کسی نے عمدہ لباس پہنا تو نفس نے یہ خیال اُس کے دل میں ڈال کر تکبر کے گناہ میں مبتلا کر دیا کہ جن لوگوں کو میرے جیسا لباس حاصل نہیں وہ مجھ سے کمتر اور حقیر ہیں، تو اس طرح سے نفس گناہ سکھلا کر گناہوں میں مبتلا کراتا ہے اس لیے وہ مسلمان جو اپنی آخرت کی فکر رکھتا ہو اُسے اپنے نفس سے بدگمان ہو کر اپنی سوچ اور اپنے اعمال کی نگرانی کرنی چاہئے، کیونکہ مسلمانوں سے بلا وجہ بدگمان ہونا یہ بھی نفس ہی سکھلاتا ہے کہ انسان کو اپنے اعمال کی نگرانی سے ہٹا کر دوسروں کے اعمال کی نگرانی پر لگا دیتا ہے لہٰذا اپنے نفس سے تو بدگمان رہنا چاہئے اور دوسرے مسلمانوں کے بارے میں خوش گمانی یعنی اچھی سوچ رکھنی چاہئے اور معمولی معمولی باتوں پر دوسروں کو اپنا مخالف نہ سمجھنا چاہئے کہ کسی نے کوئی بات کہی جس میں کئی پہلو بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو بُرائی کا نکلتا ہو تو تمام اچھے پہلوؤں کو نظر انداز کر کے بُرائی والے پہلو کو یقینی اور قطعی قرار دے کر دوسرے کو اپنا مخالف سمجھ لیا جائے اور پھر اس کی برائیاں بیان کی جانے لگیں کیونکہ یہ بدگمانی کے ساتھ بدزبانی بھی ہے، اور بدزبانی کی نوبت بھی عام طور پر بدگمانی ہی کے نتیجہ میں آتی ہے اور بدگمانی کئی گناہوں کا ذریعہ بھی ہے مثلاً غیبت، بدزبانی اور پھر لڑائی جھگڑے۔ لہٰذا اسلام کی اس آسان اور مختصر تعلیم کو اپنی زندگی کا اصول بنانا چاہئے جو ہمارے گھروں اور معاشرے میں امن وسکون پھیلانے اور ہماری نیکیوں میں اضافے کا ذریعہ ہے۔

بسلسلہ : آداب المعاشرت

مفتی محمد رضوان

مہمان ہونے کے آداب (قسط۱)

بلاضرورت ہر شخص کے یہاں مہمان بن کر نہ جائے ، بلکہ ایسے شخص کے یہاں مہمان بن کر جانا چاہئے جس کو اس مہمان کی آمد سے بوجھ اور تکلیف نہ ہو ❁ اگر کسی وجہ سے کسی کے ہاں قیام کی ضرورت ہو تو بہتر یہ ہے کہ دوسرے کو اپنے مہمان بننے کی قبل از وقت اطلاع کر دے اور جس قدر افراد ہوں ان کی تعداد سے بھی آگاہ کر دے ، تاکہ میزبان کو بروقت پریشانی میں مبتلا نہ ہونا پڑے ، نیز اپنے قیام وطعام کے معمولات اور نظم سے بھی آگاہ کر دے تو اچھا ہے ، پہلے نہ ہو سکے تو میزبان کے پاس پہنچ کر ہی سہی ، اور اگر میزبان کے پاس پہنچ کر کسی وجہ سے اس وقت کھانا کھانا نہ ہو تو میزبان کو اطلاع کر دے ، تاکہ وہ کھانا تیار نہ کرے ، اگر کسی چیز سے پرہیز ہو تو اس کی بھی مناسب انداز میں اطلاع کر دے ❁ تین دن سے زیادہ مہمان بننے کی کوشش نہ کرے ، اگر مجبوری یا تعلق داری کی وجہ سے زیادہ ٹھہرنا ہو تو ایسا طرزِ عمل اختیا کرے کہ میزبان کو گرانی اور تنگی نہ ہو ❁ اگر میزبان کے یہاں سے کسی اور جگہ جانا ہو تو میزبان کو اس کی اطلاع کر دے تاکہ اسے تلاش ، انتظار وانتظام کی زحمت نہ ہو ❁ مہمان ہونے کی حیثیت سے میزبان کے انتظامات ومعمولات میں دخل نہ دے ، البتہ اگر میزبان ہی کوئی کام مہمان کے ذمہ لگا دے تو اس حد تک کوئی حرج نہیں ، میزبان کے چھوٹوں اور ملازموں سے حاکمانہ لہجہ میں بات نہ کرے ، اور حتی الامکان میزبان سے کسی چیز کی فرمائش نہ کرے ❁ میزبان کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی دعوت قبول نہ کرے ❁ میزبان کے ساتھ رات کو دیر تک بیٹھ کر باتیں کرنے کا متمنّی نہ رہے ❁ مہمان کو چاہئے کہ میزبان کو زیادہ تکلّفات میں پڑنے سے منع کر دے اور اپنے رہن سہن کا ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے میزبان کے معمولات میں خلل نہ آئے ، بلکہ میزبان کو یہ بھی کہہ دے کہ آپ میری وجہ سے اپنے معمولات کا حرج نہ کریں ❁ میزبان کے راز داری والے معمولات میں شرکت نہ کرے ، بلکہ ایسے موقع پر میزبان سے الگ ہو جایا کرے ، تاکہ میزبان بے تکلفی سے اپنے معمولات جاری رکھ سکے ، ہر وقت میزبان کے سر پر چڑھ کر بھی نہ بیٹھا رہے۔

Idara Ghufran

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ مفتی محمد رضوان

پریشان کُن خیالات و وساوِس اور اُن کا علاج

(قسط ۸)

وہمیوں اور وسوسوں کے مریضوں کی داستانیں بڑی عجیب وغریب ہوتی ہیں، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ جو بہت بڑے فقیہ اور بزرگ گزرے ہیں انہوں نے بھی وہمیوں کے بارے میں عجیب وغریب واقعات بیان فرمائے ہیں، جو بہت سبق آموز اور کارآمد ہیں ان کے بیان فرمودہ چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

ایک وہمی کا واقعہ: ''ایک شخص جس کا پیشہ بھیک مانگنا تھا وہ بہت زور زور سے چِلّا چِلّا کر اور گلا پھاڑ پھاڑ کر بھیک مانگا کرتا تھا، ایک مرتبہ اس بھیک مانگنے والے سے کسی نے کہہ دیا کہ تم کیا گدھے کی طرح چِلّا چِلّا کر اور گلا پھاڑ پھاڑ کر آوازیں نکالتے ہو، اس طرح چیخنے چِلّانے کی آواز تو گدھے کی ہوتی ہے، جس کو بدترین آواز بتلایا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ) (۳۱۔۱۹) یہ بات سُن کر اس بھکاری کو وہم ہوگیا کہ کہیں سچ مچ اور حقیقت میں وہ گدھا نہ بن جائے، وہ بہت سخت پریشان رہنے لگا، اس پریشانی کے علاج کے لئے وہ حضرت کے پاس پہنچا اور پھر اس نے حضرت کو ایسا پکڑا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اس سے جان چھڑانی مشکل ہوگئی، وہ بار بار آکر پوچھتا: ''میں گدھا تو نہیں بن جاؤں گا؟''

حضرت اس کو بہت سمجھاتے اور تسلّی دیتے کہ تو گدھا نہیں بنے گا، نہیں بنے گا، مگر اس کو کسی صورت میں تسلّی نہیں ہوتی تھی، وہ دور دور سے چل کر حضرت کے پاس یہی پوچھنے آیا کرتا تھا، ایک مرتبہ حضرت اپنے علاقہ خیر پور گھر گئے ہوئے تھے، وہ وہمی شخص لمبا سفر کر کے وہاں بھی پہنچ گیا، اُس وقت حضرت کے پاس حضرت کے بڑے بھائی بھی موجود تھے، حضرت نے اپنے بڑے بھائی صاحب کو اس آنے والے بھکاری شخص کی پریشانی کی تفصیل بتلائی تو حضرت کے بڑے بھائی نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اس میں پریشان ہونے کی کونسی بات ہے، اس کا علاج تو بہت آسان ہے جب بھی ایسی پریشانی کا دباؤ پڑے تو اپنے پیچھے ہاتھ لگا کر دیکھ لیا کرو، اگر دُم پیدا ہو رہی ہو تو سمجھ لو کہ گدھا

بننے لگ رہے ہو، ورنہ نہیں‘‘

مگر اس شخص کے لیے یہ نسخہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا، اور وہ پریشان ہو کر بار بار حضرت کے پاس آتا رہا اور آ کر حضرت کو بہت تنگ کرتا تھا، آخر ایک مرتبہ حضرت نے تنگ آ کر اس سے کہہ دیا:

’’ہاں آپ گدھے بن جائیں گے‘‘

وہ شخص یہ سُن کر بہت ہی زیادہ پریشان ہو گیا اور بہت بیتاب ہو کر تڑپنے لگا اور بہت منت سماجت کر کے بار بار حضرت سے یہی سوال دھرانے لگا: ’’میں گدھا تو نہیں بن جاؤں گا؟‘‘

حضرت نے بھی طے کر لیا تھا کہ اب اسے یہی جواب دوں گا کہ ’’ہاں آپ گدھے بن جائیں گے‘‘

وہ بہت پریشان ہوا، کبھی حضرت کی داڑھی کو ہاتھ لگاتا، کبھی پاؤں پکڑتا اور بہت منت سماجت سے گڑگڑا کر کہتا: ’’اللہ کے لئے بتائیں، میں گدھا تو نہیں بن جاؤں گا؟‘‘

یہ شخص کبھی حضرت کو دھمکی بھی دیتا کہ قیامت کے دن گریبان پکڑوں گا، ورنہ صحیح صحیح بتادیں حضرت نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو یقین ہو گیا کہ یہ شخص مجھے ایسے نہیں چھوڑے گا، اس لئے حضرت نے کہہ دیا کہ ’’آپ گدھے نہیں بنیں گے‘‘ یہ سنتے ہی وہ شخص فوراً بہت تیزی سے بھاگا اور اس کے بعد پھر کبھی حضرت کے پاس نہیں آیا، اس کو یہ ڈر تھا کہ اگر حضرت نے پھر یہی کہہ دیا کہ آپ گدھے بن جائیں گے تو واقعتاً گدھا بن ہی جاؤں گا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ نسخہ اس شخص کے لئے ایسا کارگر اور مفید ثابت ہوا کہ ہمیشہ کے لئے اس شخص سے میری جان چھوٹ گئی‘‘۔ (ماخوذ از ’’وہم کا علاج‘‘ بتغیر)

واقعی وہمی اور وسوسوں کے مریض ایسے ہی ہوتے ہیں کہ جب کسی چیز کے پیچھے پڑتے ہیں تو آسانی سے جان نہیں چھوڑتے، ان سے جان چھڑانے اور ان کے علاج کے لئے نہ جانے کیا کیا سوچنا اور تدبیر کرنا پڑتی ہے۔

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ ترتیب:مفتی محمد رضوان

مکتوباتِ مَسیحُ الاُمَّت (قسط ۱۱)

(بنام حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب)

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی وہ مکاتبت جو مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ ہوتی رہی، ان مکتوباتِ منتشرہ کو مفتی محمد رضوان صاحب نے سلیقہ کے ساتھ جمع کرنے اور ترتیب دینے کی کوشش کی ہے، جو افادۂ عام کے لئے ماہنامہ ''التبلیغ'' میں قسط وار شائع کئے جارہے ہیں۔ عرض سے مراد حضرت نواب قیصر صاحب کے تحریر کردہ کلمات اور ارشاد سے مراد حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے جواب میں تحریر فرمودہ ارشادات ہیں (..................ادارہ)

مکتوب نمبر (۱۶) (۱۱رجب ۱۴۱۱ھ)

عرض : مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض : متعنا اللہ تعالیٰ بطول عمرہٖ وصحتہٖ وترقی درجاتہٖ ،اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت دے صحت وتوانائی وعافیت اور درجاتِ رافعہ سے نوازے۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ آنمکرم کی یہ مبارک زبان مبارک فرمائیں۔

عرض : حضرت کا والا نامہ بندہ کے حق میں موجبِ شرف وکرامت اور نفعِ دینی ہوا۔

ارشاد: بندہ کے لئے یہ باعثِ عشرت ہوا۔

عرض : بندہ کی حالت خراب ہے عمل میں بہت کمی ہے۔

ارشاد: بضعفِ مرض لیکن اجر میں زیادتی ہے۔

عرض : شیطان اور نفس کے حملے پے درپے برابر ہوتے ہیں مغلوب ہوجاتا ہوں یہ معلوم ہے کہ ہمت سے کام لینا چاہئے، لیکن مقاومتِ نفس میں بہت اپنے آپ کو کمزور پاتا ہوں۔

ارشاد: لیکن منجانب اللہ تعالیٰ استقامت ہے شکراً للہ تعالیٰ۔

عرض : الحمد للہ پنج وقتہ صلوٰۃ باجماعت ناغہ نہیں ہوتی، دیگر فرائض وواجبات بھی بتوفیقِ ربِ ذوالجلال ادا ہوجاتے ہیں۔

Idara Ghufran

ارشاد: یہ استقامت مبارک ہو، پھر کہاں تساہل اور کہاں مغلوب۔ الحمدللہ تعالیٰ عبادات میں سہولت بھی اور بتوفیقہٖ تعالیٰ تغلب بھی یہ انابت الی اللہ تعالیٰ، شکراً للہ تعالیٰ۔

عرض: ان اعمال کا صرف ظاہر ہے، باطن سے خالی ہے عبادات کی صرف صورت ہے روح مفقود ہے

ارشاد: ظاہر شاہد باطن کا، باطن شاہد ظاہر پر، بدون باطن ظاہر کہاں؟۔

عرض: خیر شکر ہے کہ اس کی بھی توفیق بخشدی بلا بودے گر ایں نمی بودے۔

ارشاد: ھاں یہ ہے باسکون بلا کاوش ظاھر و باطن کا اقدام سیدھا سادھا۔

عرض: غم اس کا ہے کہ سفرِ آخرت قریب سے قریب تر آتا جا رہا ہے لیکن معاصی وسیئات سے چھٹکارا ہنوز نہیں ہوا هزار بار توبه کردم ولیکن شکستم۔

ارشاد: یہ ہے معرفت بعظمت کہ خوفاً وطمعاً نہ شکست نہ شکستہ دل۔

عرض: علاوہ ازیں معمولاتِ نافلہ پر ابھی تک مداومت نصیب نہیں ہوئی۔

ارشاد: جسماً عذراً لیکن قلباً تو معمول ہے ہی قرباً۔

عرض: گناہوں کا جب خیال آتا ہے تو قلب پر آرہ چل جاتا ہے کہ۔ زیں شرم که دیدی که چه کردم چه کنم۔ اب کس طرح اس کی تلافی کروں۔

ارشاد: لاف زنی سے محتاط، نظر بر فضل نہ نظر بر عمل الحذر۔

عرض: بالخصوص حقوقُ العباد کا معاملہ بہت سنگین محسوس ہوتا ہے؟

ارشاد: یہ اوھاماً ہے یا حقیقتاً؟

عرض: حضرت والا مرتبت سے استدعا ہے کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بدون عذاب اور بلاحساب بخشدے۔ آخرت میں کامیابی عطا فرمادے، آپ کا خادم محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: یہ خیر تمنائیں اللہ تعالیٰ بخیر پوری فرمائیں۔

(**بقیہ صفحہ ۴۰**) (یعنی تلاوالانہیں) ان کے سر پر رکھا جاتا ہے دماغ کو سینک دینا اس کا نام ہے کسی کے سر پر ایک گھنٹہ رکھا جاتا ہے جب تک وہ معافی نہیں مانگ لیتے یہ سینک جاری رکھا جاتا ہے یہ بھی سرسام ہے اس کو سینکنا مفید ہے (امت کی پریشانی اور انحطاط کا سبب الخ مشمولہ مجالس ابرارص ۸۰ تا ۸۲)

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس ترتیب: مفتی محمد رضوان

طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط ۳)

(تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب اور حکیم اختر صاحب نے بھی حضرت تھانوی کی تائید کی ہے:

غصہ کی حالت میں مارتے وقت عقل ٹھکانے نہ ہونے سے بعض وقت اس قدر زیادہ مار دیا کہ استاد کی پٹائی کے لئے اس کے ورثاء پہنچ گئے اور بڑی مشکل سے استاد کی عزت بچائی گئی نیز زیادہ مارنے سے بچوں کو دینی تعلیم ہی سے وحشت ہو جاتی ہے اور فی زمانہ جبکہ انگریزی تعلیم کی طرف عوام کا رجحان زیادہ ہے اور بہت کم لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم میں لگاتے ہیں۔ نیز انگریزی سکولوں میں بچوں پر مار پیٹ سخت ممنوع ہے اور نہایت شفقت کا اظہار کیا جاتا ہے بلکہ اب تو بچوں کو بعض سکولوں میں چائے اور ٹافیاں بھی کھلائی پلائی جاتی ہیں حالانکہ شفقت اور محبت طلباء پر کرنا یہ دینی حضرات کا حصہ تھا، غصہ میں مغلوب ہو کر جب تادیب ہوتی ہے تو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی جانب سے تھانہ بھون میں اساتذہ کو سخت ہدایت تھی کہ بچوں کو مارنے میں نہایت احتیاط سے کام لیں ایک استاد تھے وہ بہت مارتے تھے اور بار بار ہدایت سے بھی باز نہ آئے پھر حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے ان تمام طلباء کے سامنے مُرغا بنوا دیا حالانکہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ اساتذہ کا بڑا اکرام فرماتے تھے، اس عمل سے انتہائی آپ کا قلبی اَلَم اور صدمہ اس فعل سے ظاہر ہوتا ہے، اگر استاد کی مار پیٹ کی بے اعتدالی سے امتِ مسلمہ کا ایک بچہ بھی متوحّش اور ہراساں اور خوفزدہ ہو کر علمِ دین کا تارک ہوا تو اُس کی اِس محرومی کا وبال استاد پر اور منتظمین پر بھی ہوگا ،حاصل یہ ہے کہ جس طرح اپنی اولاد پر شفقت ہوتی ہے اسی طرح ہر طالب علم پر ہونی چاہئے حضرت اقدس ہردوئی کا ارشاد ہے ''وزیر کا بچہ، پیر کا بچہ اور فقیر کا بچہ استاد کی نظر میں توجہ، مہربانی اور شفقت کے لحاظ سے برابر ہوں'' بچوں کے مارنے سے جہاں تک ہو سکے احتیاط کریں البتہ سخت ضرورت پر حدود اور بچے کے تحمل کا لحاظ رکھتے ہوئے معمولی تادیب کر دیں، چنانچہ حضرت اقدس ہردوئی نے فرمایا کہ بعض بچے جو نئے داخل ہوئے بعض وقت استاد کو بُری بُری گالیاں تک دیدیں، اس وقت استاد کو تحمل اور صبر کی تلقین کی جاتی ہے اور انکی صرف یہ سزا ہوتی ہے کہ استاد کا جوتا الٹی طرف سے **(بقیہ صفحہ ۳۹ پر ملاحظہ کریں)**

علم کے مینار

مولانا محمد امجد

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

❖ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما (قسط ۱)

''یہ میرا لڑکا سید ہے اور اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا (مستدرک حاکم ج ۳ فضائل حسن)

یہ الفاظ آنحضور ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں ارشاد فرمائے اور اس میں جس پیشین گوئی کا ذکر ہے اس کا وقوع ۴۱ھ میں ہوا جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے آپ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عراق کے لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی تھی، خلیفۂ راشد حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں شام وغیرہ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خود مختار حکومت قائم ہونے کے بعد امت کی سیادت و سیاست دو حصوں میں بٹ گئی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے سے امت میں دو متوازی حکومتوں کا یہ سلسلہ بدستور جاری رہا، پس آپ نے امت کو ایک مرکز پر جمع رکھنے اور مسلمانوں کے باہمی اختلاف و انتشار کو ختم کرنے کے لئے (جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سے شروع ہو گیا تھا) اپنی حکومت کی قربانی دی، اس طرح حضرت امیر معاویہ کی متفقہ حکومت قائم ہو گئی اور امت دوبارہ ایک مرکز پر جمع ہو گئی۔

آپ کی سوانحِ حیات کا مختصر خاکہ: آپ کا نام حسن تھا جو خود نبی علیہ السلام نے رکھا تھا، کنیت ابو محمد تھی ۳ھ میں ماہِ رمضان المبارک میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کی ولادت کی خبر ملنے پر نبی علیہ السلام بیٹی کے گھر تشریف لائے آپ کو دیکھا، نام تجویز فرمایا، ساتویں دن آپ کا عقیقہ فرمایا، دو مینڈھوں (دنبے) کو ذبح کیا، سر کے بال اتروائے، ان کے ہم وزن چاندی خیرات کی۔

فضل و کمال: علمِ دین سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا تھا، ساتھ ساتھ شاعری اور خطابت میں بھی ممتاز تھے، آپ کے بہت سے حکیمانہ اقوال آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں، مدینہ منورہ میں جو جماعت علم و افتاء پر فائز تھی، ان میں سے ایک آپ بھی تھے البتہ آپ کے فتاویٰ کی تعداد بہت کم

ہے، آپ سے کئی احادیث بھی مروی ہیں، جن کی تعداد تیرہ بیان کی گئی ہے ان میں سے زیادہ تر احادیث آپ نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ہند سے روایت کی ہیں، آپ نے یکے بعد دیگرے کئی نکاح کئے، جن سے آپ کی آٹھ اولادیں ہوئیں، مورخ ابنِ قتیبہ نے معارف میں اولاد کی تعداد چھ لکھی ہے جن میں دولڑکیاں بھی تھیں۔

وفات حسرتِ آیات: آپ کی وفات زہر کھلائے جانے کے اثر سے ہوئی جو آپ کی ایک بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے دیا تھا، سنِ وفات باختلافِ روایات ۴۹ھ ۵۰ھ ہے اس لحاظ سے آپ کی عمر مبارک ۴۷ یا ۴۸ سال ہوتی ہے۔

شہیدِ کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ

نام ونسب: آپ کا نام حسینؓ کنیت ابوعبد اللہ سید شباب اہل الجنۃ اور ریحانۃ النبی لقب تھا، باپ حضرت علی مرتضیٰ اور ماں سیدہ بتول جگر گوشہ رسول فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں، اس طرح آپ حضرت حسنؓ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ہوئے۔

ولادت باسعادت: شعبان ۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، ولادت کی خبر پا کر آقائے نامدار ﷺ تشریف لائے خود نواسے کے کان میں اذان دی، حسین نام رکھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عقیقہ کرنے اور سر کے بال اتار کر ان کے ہم وزن چاندی خیرات کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

فضل وکمال: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح آپ بھی علومِ دینیہ سے آراستہ اور حدیث وفقہ کے عالم تھے نبی علیہ السلام کی رحلت چونکہ آپ کے بچپن میں ہوئی تھی اس لئے نبی علیہ السلام سے براہِ راست آپ کی روایات کی تعداد صرف آٹھ ہے البتہ نبی علیہ السلام سے بالواسطہ روایات آپ کی کافی ہیں جو آپ نے زیادہ تر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں، فقہ اور فتاویٰ میں مہارت آپ کی موروثی اور خانہ زاد تھی کیونکہ آپ کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ میں فقاہت کی شان میں ممتاز تھے، اس کے علاوہ خطابت، شاعری میں بھی حظ وافر رکھتے تھے (الاستیعاب لابن عبد البر، تہذیب الاسماء، تہذیب الکمال بحوالہ سیر الصحابہ ج ۴ ص ۲۲۸) حضرت حسن اور آپ دونوں بھائیوں کی پرورش وتربیت آقائے نامدار ﷺ نے بہت لاڈ و پیار اور شفقت ومحبت سے فرمائی، کبھی آپ

ﷺ ان کو آغوش میں لئے ہوئے نکلتے کبھی کاندھے مبارک پر سوار کئے ہوئے تشریف لاتے، ان کی ادنیٰ ادنیٰ تکلیف پر بے قرار ہوجاتے، ان کو دیکھے بغیر آپ سے رہا نہ جاتا، جگر گوشوں کو دیکھنے روزانہ سیدہ بتول کے گھر تشریف لاتے، یہ دونوں جنت کے پھول بھی آپ ﷺ سے بے حد مانوس ہوگئے تھے، کبھی نماز کی حالت میں پشت مبارک پر چڑھ کر بیٹھ جاتے، کبھی رکوع میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے، کبھی ڈاڑھی مبارک سے کھیلتے، غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے، جانثار نانا نہایت پیار ومحبت سے ان شوخیوں سے محظوظ ہوتے، بچپنے کی ان معصوم اداؤں کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ نبی علیہ السلام کا وصال مبارک ہوگیا، اس وقت ایک بھائی کی عمر آٹھ سال اور دوسرے کی سات سال کے لگ بھگ تھی۔

صد حیف کہ درچشم زدن صحبت یار آخر شد   روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں بھی دونوں بھائی ابھی لڑکپن کی عمر سے ہی گذر رہے تھے، اس لئے حضرات شیخین کی محبتیں اور شفقتیں بھی خوب خوب سمیٹیں، نبی علیہ السلام کے نسب اور تعلق کی رعایت سے حضرات شیخین نے نبی کے ان لاڈلوں کی خوب ناز برداریاں کیں اور نانا کی کمی محسوس ہونے نہیں دی، عہدِ عثمانی میں دونوں بھائی پورے جوان ہو چکے تھے، چنانچہ سب سے پہلے اسی عہد میں میدانِ جہاد میں قدم رکھا، ۳۰ھ میں طبرستان پر جہاد میں دونوں بھائی مجاہدانہ شریک ہوئے، یہ فوج کشی سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں ہوئی تھی (ابنِ اثیر ج ۳)۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی سازش بنا کر شام ومصر اور عراق کے سبائی بلوائی باغیانہ طور پر مدینۃ الرسول میں درآئے، اور قصرِ خلافت کا محاصرہ کیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں بیٹوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر مامور کیا کہ باغی اندر گھسنے نہ پائیں، دونوں بھائیوں نے نہایت بہادری کے ساتھ دروازے پر پاسبانی کی۔۔ پھر جب باغی چھت پھلانگ کر گھر میں داخل ہوئے، اور شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا حادثہ فاجعہ پیش آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں سے سخت باز پرس کی۔

جنگ جمل میں بھی دونوں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے، اختتام جنگ پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کئی میل تک پہنچانے کے لئے گئے، جنگ صفین کے قیامت خیز واقعہ میں بھی دونوں بھائی والد کے ساتھ سرگرمی سے شریک ہوئے، التوائے جنگ پر معاہدہ نامہ میں دونوں بھائیوں کے بطورِ گواہ دستخط تھے (مسعودی)   (جاری ہے..........)

تذکرۂ اولیاء مولوی طارق محمود

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)

خلیفہ ولید بن عبدالملک حضرت عروہ رحمہ اللہ کی بڑی عزت کرتا تھا، اور ان کے ادب واحترام کا یہ حال تھا کہ اپنی گھریلو اور خانگی زندگی تک کے بارے میں ان سے مشورہ کیا کرتا تھا، ایک دفعہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کی خواہش پر حضرت عروہ اپنے صاحبزادہ سمیت دارالخلافہ دمشق (شام) پہنچے، خلیفہ نے دونوں باپ بیٹے کا شاندار استقبال کیا اور شاہی مہمان خانے میں ان کو ٹھہرایا، عروہ رحمہ اللہ کی تشریف آوری پر شام کے عوام اور علماء بھی بہت خوش ہوئے، اور ان کی زیارت کا طویل سلسلہ چل نکلا، ہر روز قرآن، حدیث کے درس ہوا کرتے تھے، سینکڑوں علماء استفادہ کرتے تھے، حضرت عروہ رحمہ اللہ کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اور خاص کر اپنی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایات پہنچی تھیں ان کو حاصل کرنے کے لئے علماء کا ہجوم رہتا تھا۔

انہی دنوں ان کے ساتھ پے در پے دو عجیب وغریب حادثے پیش آئے۔

(۱) ایک یہ کہ عروہ رحمہ اللہ ایک دن صاحبزادے کے ہمراہ شاہی گھوڑوں کا معائنہ کر رہے تھے، کہ ایک شریر گھوڑے نے ان کے صاحبزادے کو ایسی لات ماری کہ صاحبزادے وہیں فوت ہوگئے، آپ کے لئے یہ حادثہ قیامتِ صغریٰ سے کم نہ تھا، لیکن آپ نے یہ حادثہ بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا، خلیفہ بھی بہت غم زدہ تھا کہ عزیز مہمان کے ساتھ یہ کیا معاملہ ہوگیا (۲) ابھی اس حادثہ کو چند روز ہی گزرے تھے کہ ایک دوسرا حادثہ پیش آ گیا، وہ اس طرح کے حضرت عروہ رحمہ اللہ کے پیر میں اچانک ایک مہلک مرض (آکلہ) ناسور پیدا ہوگیا، دیکھتے ہی دیکھتے مرض نے تشویش ناک حالت اختیار کرلی، اس صورتِ حال سے خلیفہ بہت زیادہ بے چین ہوگیا، عزیز مہمان کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی تھی، پورے ملک سے نامور حکیموں کو طلب کیا اور علاج میں خصوصی توجہ کی، بالآخر حکیموں نے متفقہ طور پر فیصلہ دے دیا، کہ جلد از جلد ان کا پاؤں کاٹ کر جسم سے علیٰحدہ کر دیا جائے ورنہ یہ زہر سارے جسم میں سرایت کر جائے گا اور پھر مرض لاعلاج ہو جائے گا۔ اس آخری تجویز پر پیر کاٹنے کا فیصلہ کیا گیا، حکیموں نے کہا کہ آپ کو تھوڑی سی نشہ آور شراب پینی پڑے گی تاکہ آپ کو تکلیف کا احساس کم سے کم ہو۔ عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا! معاذ اللہ میں صحت کے لئے

Idara Ghufran

حرام شے استعمال کروں؟ یہ ہرگز ممکن نہیں۔ حکیموں نے کہا کہ پھر آپ بے ہوش کرنے والی دوا لے لیں؟ حضرت عروہ نے فرمایا! یہ بھی ممکن نہیں، اگر اس علاج میں میری موت واقع ہو جائے تو میں بے خبری کی حالت میں اپنے رب سے ملاقات کروں مجھ کو یہ ہرگز گوارا نہیں۔ حکیموں نے خلیفہ سے مشورہ کیا آخر یہی طے ہوا کہ بے ہوش کیئے اور شراب پلائے بغیر اسی حالت میں پیر جسم سے کاٹ کر جُدا کر دیا جائے ،اس سلسلے میں دو چار آدمیوں کی مدد لی جائے تا کہ وہ شدید تکلیف کے وقت عروہ رحمہ اللہ کو سنبھالے رکھیں، لیکن عروہ رحمہ اللہ نے اس کو بھی پسند نہیں کیا اور فرمایا میں اللہ کے نام ہی سے مدد لیتا رہوں گا تم اپنا کام شروع کرو، چنانچہ جب ان کے پیر کا گوشت کاٹا گیا اور ہڈی پر نشتر چلایا گیا تو حضرت عروہ کی زبان پر ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَر'' جاری ہو گیا اسی حالت میں حکیموں نے اپنا کام پورا کر دیا، جب خون بند کرنے کے لئے زخم کو داغا گیا تو تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گئے، یہ ان کی زندگی کا پہلا دن تھا کہ اپنی یومیہ تلاوت پوری نہیں کر سکے، ہوش میں آنے کے بعد اپنے کٹے ہوئے پیر کو منگوایا، جب پیر کو پیش کیا گیا تو پیر کو الٹ پلٹ کر اس کو خطاب کر کے کہا:

''اس عظیم ذات کی قسم جس نے رات کی تاریکیوں میں مساجد جانے کے لئے مجھ کو پیر دیئے، وہ خوب جانتا ہے کہ میں نے اس کو حرام راستے میں استعمال نہیں کیا''

خلیفہ ولید بن عبدالملک کو اس بات کا شدید صدمہ تھا کہ اپنے عزیز مہمان کو مدینہ منورہ سے دمشق آنے کی زحمت دی اور یہاں چند ہی دنوں میں وہ حادثات کا شکار ہو گئے۔

اس واقعے کے بعد خلیفہ کی برابر یہ کوشش ہوتی تھی، کہ حضرت عروہ کی تسلی کا سامان کیا جائے اس سلسلے میں وہ ان کی تسلی کے لئے مختلف اسباب مہیا کیا کرتا تھا۔

انہی دنوں قبیلہ بنو عبس کا ایک وفد دارالخلافہ دمشق آیا، اس میں ایک صاحب نابینا تھے، خلیفہ نے ان کے اعزاز واکرام کے بعد ان نابینا صاحب سے پوچھا کہ آپ کی دونوں آنکھیں کیسے ضائع ہو گئیں؟ کہنے لگا امیر المومنین میں قبیلہ بنو عبس کا امیر ترین فرد تھا، میرے ہاں مال ودولت کے علاوہ اولاد کی بھی کثرت تھی اور اللہ تعالٰی نے عزت اور شان بھی بخشی تھی، میرا قیام قبیلہ کی سرسبز وادی میں تھا، ہم ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے، کسی بات کا اندیشہ اور ڈر نہیں تھا، دکھ درد، رنج وغم کو گویا کہ ہم بھول چکے تھے، ایک رات ایسی طوفانی بارش ہوئی کہ وادی جل تھل ہو گئی، پھر کچھ دیر بعد پانی کا سیلاب ٹوٹ پڑا، دیکھتے ہی دیکھتے ہمارا مال

ومتاع، عالیشان مکان، بیوی بچے سب طوفان کی نذر ہوگئے میں کسی طرح زندہ بچ گیا، سیلاب کے بعد مجھ کو اپنا صرف ایک شیر خوار بچہ زندہ ملا اور ایک اونٹ جو اونچے مقام پر پناہ لئے ہوئے تھا، میں نے اپنے بچے کو درخت کے نیچے لٹا دیا، اور اونٹ کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھا، اونٹ پہلے ہی خوفزدہ تھا، وہ مجھے دیکھتے ہی بھاگ پڑا، میں اس کے پیچھے دوڑ رہا ہی تھا، کہ میں نے بچے کی ایک بھیانک چیخ سنی، پلٹ کر دیکھا تو ایک بھیڑیا بچے کا سر اپنے منہ میں لے چکا تھا اور اس کو چبا رہا تھا، میں تیزی سے بچے کی طرف آیا، لیکن بھیڑیا بچے کا کام تمام کر چکا تھا، میں پھر اونٹ کی طرف آیا، اونٹ خوف وہراس سے پاگل ہو چکا تھا، قریب ہوتے ہی اس نے مجھے ایک زبردست لات ماری، میری پیشانی پھٹ گئی اور آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ امیر المومنین میں ایک ہی رات میں اپنے بیوی بچوں، مال ومتاع، صحت اور بصارت سے محروم ہوگیا، خلیفہ کی آنکھیں اس واقعہ سے پُرنم ہوگئیں اور اپنے خادم سے کہا کہ ان نابینا شیخ کو ہمارے عزیز مہمان حضرت عروہ کے پاس لے جاؤ اور یہ قصہ ان کو بھی سنوادو، خلیفہ کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عروہ کو ایسے واقعات سننے سے تسلی ہوگی وران کا غم ہلکا ہوگا۔ حضرت عروہ نے بوڑھے نابینا شیخ کی داستان سنی اوران کو دعا دی اور اپنے رب کا شکر ادا کیا کہ اس نابینا شخص جیسی حالت سے دوچار نہیں کیا۔

صحت کے بعد حضرت عروہ رحمہ اللہ کو شاہی اعزاز اور اکرام کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا گیا، جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو ان کی زیارت کے لئے بے چین سارا شہران کے استقبال کے لئے جمع ہوگیا، حضرت عروہ رحمہ اللہ نے سب کی تسلی کے لئے ایک عام خطاب فرمایا:

”بعد حمد وثنا! لوگو! میری حالت پر غم زدہ نہ ہو، اللہ نے مجھے چار بچے دیئے ہیں جن میں سے ایک واپس لے لیا ہے، تین باقی ہیں، فلِلّٰہِ الحمد، اسی طرح مجھ کو دو ہاتھ دو پیر دیئے ہیں ان میں سے ایک پیر لے لیا ہے تین باقی ہیں، فلِلّٰہِ الحمد، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان کہ اس نے قلیل (کم) لیا کثیر (زیادہ) باقی رکھا، ایک دفعہ مصیبت دی لیکن بارہا عافیت عطا کی ہے، فلِلّٰہِ الحمد۔“

اس زمانے کے ایک بڑے عالم نے ان دونوں حادثات پر حضرت عروہ رحمہ اللہ سے اس طرح تعزیت کی:

”اللہ کا شکر ہے کہ آپ کو اُس خدمت کے لئے باقی رکھا جس کی تمنا آپ نے بیت اللہ کے سایہ میں کی تھی اور جس کے ہم محتاج تھے، آپ کا علم وفہم آپ کی رائے واجتہاد، آپ کی فقہ مسلمانوں کے لئے نورِ ہدایت اور دلیلِ راہ ثابت ہوچکی ہے، اللہ آپ کو تاحیات اس خدمت

کے لئے باقی رکھے۔آمین۔“

حضرت عروہ رحمہ اللہ اپنی اولاد خاص طور پر چھوٹے بچوں کی تعلیم وتربیت، ان کے مستقبل کی اصلاح اور کامیابی کے لئے نہایت اہم ضرورت سمجھا کرتے تھے، اس چیز کا ان کو شدت سے یہ احساس تھا کہ مستقبل کی زندگی میں کامیابی کا انحصار ابتدائی تعلیم وتربیت پر موقوف ہوتا ہے، جن لوگوں نے مستقبل میں بڑے بڑے مناصب پائے ہیں وہ وہی ہیں جن کی تعلیم وتربیت صحیح طریقے سے ہوئی ہے۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:

✪ بچو! علم حاصل کرتے رہو اور اس کی تحصیل کا حق ادا کرو، آج تم چھوٹے ہو کل اسی علم کی بدولت بڑوں میں شمار ہو گے۔

✪ دنیا میں جہالت (بے علمی) سے بدتر اور کوئی چیز نہیں۔

✪ اگر تم کسی میں خیر دیکھو تو اس سے خیر اور بھلائی کی توقع رکھو اگر چہ وہ عام نظروں میں بُرا سمجھا جاتا ہو، کیونکہ ایک بھلائی دیگر بھلائیوں کی نشاندہی کرتی ہے، اسی طرح کسی میں بُرائی دیکھو تو اس سے دُور ہو جاؤ اگر چہ وہ عام لوگوں میں اچھا سمجھا جاتا ہو، کیونکہ اس کی ایک بُرائی دیگر بُرائیوں کی علامت ہے۔

✪ اسی طرح جب لوگوں کو دیکھتے کہ وہ عیش پسندی اور دنیا کی لذتیں حاصل کرنے میں مشغول ہیں تو انہیں حضور ﷺ کی پاکیزہ زندگی یاد دلاتے اور فرماتے کہ ایک دن میں نے اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، فرماتی ہیں:

> کبھی کبھی نبی ﷺ کے گھروں میں چالیس چالیس دن تک چولھے بجھے رہتے تھے، کھانے پکانے کے اسباب مہیا نہیں ہوتے تھے، میں نے کہا! پھر آپ حضرات کی غذا کیا ہوا کرتی تھی؟ خالہ جان صاحبہ نے فرمایا! پانی اور کھجور“

پھر فرمایا! اے لوگو تم اپنی عیش وعشرت پر غور کرو تم کو کیا کرنا ہے اور کیا کر رہے ہو؟ دنیا کی اس فکر میں اپنی آخرت کو تاریک نہ کرو۔

اس فکرِ آخرت میں حضرت عروہ رحمہ اللہ نے زندگی کے اکہتر سال پورے کئے، وفات کے وقت روزے کی حالت میں تھے، گھر والوں نے لاکھ کوشش کی کہ پانی کے چند قطروں سے افطار کرلیں، لیکن آپ آخری وقت تک انکار کرتے رہے اور فرمایا میں اپنے رب سے روزے کی حالت میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں، اور چند لمحات گزرنے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا، باختلافِ روایات آپ کی وفات کا سن ۹۱ھ یا ۹۴ھ ہے۔

پیارے بچو! ابوریحان

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

بسنت نہیں مناؤں گا، اور گڈی نہیں اڑاؤں گا

سلمان پاکستان کے مشہور شہر راولپنڈی میں رہتا تھا، سلمان کے ابُّو کسی سرکاری دفتر میں بڑے عہدہ پر ملازم تھے، تنخواہ بھی اچھی خاصی تھی، اس لئے سلمان کے گھر میں ہر طرح کی ضروریات اور عیش وعشرت کا سامان تھا، سلمان کو اس کے ابُّو روزانہ کبھی بیس اور کبھی تیس، چالیس روپئے تک دیدیتے تھے، سلمان شام ہونے سے پہلے یہ سارے پیسے مختلف چیزوں میں خرچ کر کے ٹھکانے لگا دیا کرتا تھا، سلمان کو آنے والے وقت کا پتہ نہیں تھا کہ اچھے حالات ہمیشہ نہیں رہا کرتے، زندگی میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے اگر آج حالات اچھے ہیں تو ضروری نہیں کہ کل آنے والے وقت میں بھی اچھے ہوں، اور آج اگر پیسہ سنبھال کر رکھ لیا جائے تو کل بُرے وقت پر کام بھی آسکتا ہے...... بہرحال سلمان کو پیسے سنبھال کر رکھنے اور خرچ نہ کرنے کی بالکل بھی عادت نہیں تھی، اس لئے سلمان کے پاس پیسے جمع نہیں رہتے تھے وہ دن کے وقت امیر ہوتا تو رات کے وقت اپنے آپ کو غریب سمجھتا تھا، عید اور دوسرے تہوار کے موقعہ پر سلمان اپنے ابُّو سے ضد کر کے زیادہ پیسے لے لیا کرتا تھا، سلمان کے ابو بھی سلمان سے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی لاڈ اور پیار کرتے تھے، اور سلمان کی ہر جائز وناجائز خواہش پوری کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑا کرتے تھے کیونکہ سلمان اپنے والدین کا ایک ہی بیٹا تھا، اس لئے سلمان اپنے گھر میں شہزادہ سمجھا جاتا تھا، سلمان کے ابُّو کو سرکاری محکمہ کی طرف سے گاڑی اور ڈرائیور کی تنخواہ بھی ملا کرتی تھی، سلمان کو جب موقع ملتا وہ خود ہی ڈرائیور کے ساتھ گھومنے پھرنے اور اپنی مرضی کی چیزیں خریدنے کے لئے چلا جایا کرتا تھا، سلمان کو سب سے زیادہ شوق گڈی اور پتنگ اڑانے کا تھا، جب بسنت کا موقع آتا تو سلمان آپے سے باہر ہو جاتا اس کی کوشش ہوتی کہ وہ ہر شہر میں منعقد ہونے والے بسنت کے میلے میں شرکت کرے، گڈی اڑانے اور بسنت منانے والے لڑکوں کی عام طور پر عادتیں خراب ہوتی ہیں، سلمان کی جب اس قسم کے لڑکوں سے یاری دوستی ہوئی تو ان لڑکوں کے پاس بیٹھنے اٹھنے سے سگریٹ نوشی اور بعض دوسری نشہ آور چیزوں کی سلمان کو بھی لت پڑ گئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلمان کی صحت آہستہ آہستہ بگڑنے لگی مگر سلمان کو ان باتوں کی ذرا فکر نہیں تھی، سلمان

Idara Ghufran

کے گھر کے قریب زبیر نام کا ایک اور لڑکا بھی رہتا تھا، اس کی بھی سلمان سے کچھ دوستی ہوگئی تھی مگر زبیر کے گھر والے اور اس کے ابو زبیر کو سلمان کے پاس جانے اور اس سے دوستی کرنے سے بہت سختی کے ساتھ منع کیا کرتے تھے، اور اس کی وجہ سے زبیر اپنے گھر والوں پر غصہ بھی کیا کرتا تھا اور ان کو بہت بُرا سمجھتا تھا، زبیر کو سلمان کے ابُّو اس لئے پسند تھے کہ وہ سلمان پر روک ٹوک نہیں کیا کرتے تھے، مگر زبیر کے ابُّو سمجھتے تھے کہ زیادہ لاڈ پیار اور ضد پوری کرنے اور روک ٹوک نہ کرنے سے بچے خراب ہو جاتے ہیں، اور بعض اوقات زندگی سے ہاتھ بھی دھو بیٹھتے ہیں، زبیر کو چھپ چُھپ کر بہت کم گڈی اڑانے کا اور بسنت میں شرکت کا موقع ملتا تھا۔

فروری کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اور ابھی اسلامی تہوار ''بقرعید'' گزرے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا، پاکستان کے مختلف شہروں میں بسنت منانے کی تاریخوں کا اعلان ہو چکا تھا، سلمان کو مختلف قسم کے اخبار اور خاص طور پر بچوں کے میگزین پڑھنے کا بڑا شوق تھا، مگر سلمان اپنے اسکول کی کلاس میں سب سے ہی پیچھے رہتا تھا، وہ کئی مرتبہ فیل بھی ہو گیا تھا، جب کبھی اخبار میں بسنت کا کوئی مضمون یا تصویر آتی تو سلمان اسے بڑے شوق سے پڑھتا اور دیکھتا تھا، سلمان بسنت کے موقع پر فوت ہونے والے اور ہلاک ہونے والے بچوں اور بڑوں کے جب واقعات پڑھتا تو دل ہی دل میں سوچتا کہ یہ کتنے بے وقوف لوگ ہیں جو اپنی بے وقوفی سے مرجاتے ہیں اور دوسری طرف وہ اپنے آپ کو اس سلسلہ میں بڑا عقلمند سمجھتا تھا، اس کا خیال تھا کہ وہ اتنے سالوں سے بسنت منا رہا ہے اور کبھی بھی کوئی چوٹ وغیرہ نہیں لگی، صحیح سلامت ہے، سلمان کو لاہور شہر کی بسنت میں شرکت کا بہت شوق تھا، وہ کسی نہ کسی طرح بسنت کے موقعہ پر لاہور جانے کا راستہ نکال لیا کرتا تھا ،سلمان کے دو دوست بھی سلمان کے ساتھ برابر کے شریک رہتے تھے، کسی طرح اس مرتبہ بھی سلمان اور اس کے دوستوں نے لاہور میں بسنت منانے کا پروگرام بنالیا تھا، مگر زبیر کو باوجود لڑنے جھگڑنے کے کسی طرح گھر والوں کی طرف سے سلمان کے ساتھ لاہور جانے کی اجازت نہیں ملی تھی، سلمان اور اس کے دوستوں نے اپنے گھر والوں سے ضد کر کے اور کچھ چوری کر کے کافی پیسے اکٹھے کر لئے تھے، اس لئے پروگرام کے مطابق راولپنڈی سے ہی گڈیاں اور انہیں اڑانے کے لئے مختلف قسم کی ڈوریں خرید لی گئیں تھیں، جن میں دھات کی ڈوریں بھی شامل تھیں، اپنی گاڑی میں یہ سب چیزیں رکھ کر سلمان اور اس کے دوست لاہور پہنچ چکے تھے گاڑی بھی سلمان کا دوست ہی چلا رہا تھا۔ سلمان نے ایک ہوٹل کی چھت پر بسنت منانے کا

پروگرام بنایا تھا رات کے وقت سلمان اور اس کے دوست ہوٹل کی چھت پر چڑھ کر بسنت منانے لگ گئے اور اسی حال میں رات کا بڑا حصہ گزر گیا، سلمان خود گڈی اڑا رہا تھا، اس کے ایک دوست نے پیچھے سے ڈور اور دوسرے دوست نے ڈور کا گُچھا (پِنّا) پکڑا ہوا تھا، اور ڈور بھی دھات کے تار کی تھی، اسی دوران اچانک گڈی کی تار باہر سڑک میں لگے ہوئے بجلی کے تاروں کے ساتھ ٹکرائی اور ایک زوردار دھماکہ ہوا، دیکھتے ہی دیکھتے سلمان ہوٹل کی پانچویں منزل سے باہر سڑک پر آ کر دھڑام سے گرا، اور سلمان کے دوسرے دو دوست ہوٹل کی تیسری منزل کے شیڈ پر گرے، بجلی کا کرنٹ اتنا زوردار تھا کہ سلمان اور اس کے دونوں دوستوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا اور وہ کرنٹ لگنے کے ساتھ ہی ایک دم فوت ہو گئے، اور تھوڑے بہت بچے ہوئے سانس نیچے گرنے سے ختم ہو گئے، سلمان اور اس کے دوستوں کی جیب میں کوئی پتہ وغیرہ بھی نہیں تھا اس لئے لاہور کے لوگوں کو ان کے گھروں میں رابطہ کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا، سلمان اور اس کے دونوں دوستوں کی لاشوں کو لاوارث سمجھ کر لاہور کے ایک ہسپتال میں محفوظ رکھ دیا گیا تھا، کرنٹ اور چوٹ لگنے سے سلمان سمیت دونوں دوستوں کا چہرہ بھی بری طرح متأثر ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے پہچان اور شناخت بھی مشکل ہو رہی تھی، خیریت معلوم نہ ہونے پر ایک دن گزرنے کے بعد سلمان کے ابو اور دوسرے دوستوں کے گھر والوں کو فکر ہوئی، مختلف طریقوں سے معلومات کرنے کے باوجود جب کچھ پتہ نہ چلا تو لاہور جانے کا پروگرام بنایا گیا، لاہور جا کر مختلف ہسپتالوں میں جا جا کر بالآخر ایک ہسپتال میں کسی طرح کپڑوں وغیرہ سے سلمان اور اس کے دو دوستوں کی پہچان ہو گئی، سلمان کے ابو کا تو سلمان کو دیکھتے ہی ذہنی توازن خراب ہو چکا تھا، کسی طرح ایمبولینس کے ذریعہ سے تینوں لاشوں کو راولپنڈی پہنچایا گیا، اور سلمان کے ابو کو لاہور ہسپتال میں ہی داخل کر دیا گیا، جب ایک ہی محلّہ کی تین جوان لاشیں لائی گئیں تو پورے علاقہ میں کہرام مچ گیا، سلمان کے گھر میں انتظام کرنے کے لئے کوئی بڑا بھی نہیں تھا، ابو ہسپتال میں داخل تھے، کتنے ہی لڑکوں نے یہ واقعہ دیکھ کر آئندہ کے لئے گڈی اڑانے اور بسنت منانے سے توبہ کی، زبیر کے ابو بھی زبیر کو لیکر جنازے میں شریک ہوئے تھے زبیر کے دماغ پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا، اور اس نے اپنے ابو سے معافی مانگی اور یہ عہد کر لیا کہ آئندہ ''بسنت نہیں مناؤں گا اور گڈی نہیں اڑاؤں گا۔''

پیارے بچو! اس المناک واقعہ کو پڑھ اور سُن کر اگر آپ کو اپنی زندگی پیاری ہے تو امید ہے کہ آپ نے بھی آئندہ کے لئے گڈی نہ اڑانے اور بسنت نہ منانے کا فیصلہ کر لیا ہوگا۔

بزمِ خواتین مولانا محمد امجد

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

● عورت: گھر کی ملکہ

اے خواتین! حوّا (علیہا السلام) کی بیٹیو! تمہیں اللہ رب العزت نے گھر کی سلطنت بخشی ہے، اس سلطنت کا بناؤ بگاڑ اور خوبی وخرابی تمہیں پر منحصر ہے، تم سلیقہ اور طریقہ کو کام میں لاؤ تو اِس خداداد سلطنت کو چار چاند لگادو، ورنہ پھوہڑ پن اور نالائقی وجہالت کے بُرے نتائج گھروں کے اُجڑنے اور پورے گھرانے کا سُکھ چین غارت ہونے کی صورت میں آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا معاملہ تو ایسا ہے کہ چونکہ ہمارے دین نے زندگی کے کسی مرحلے میں بھی ہمیں آزاد نہیں چھوڑا، زندگی گزارنے کا پورا دستور بخشا ہے، اس لئے مسلمان اگر شرعی حدبندیوں کے اندر رہ کر زندگی گزارے تو اس کی دنیا بھی دین بن جاتی ہے اور اگر شریعت سے بیگانہ ہو کر زندگی گزارے تو خود دنیا بھی تباہ ہو جاتی ہے اور زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور عورت ذات کے لئے گھر گرستی اور خانہ داری کے کام اور ذمہ داریاں زندگی کا سب سے بڑا عمل کا میدان ہے، اس میدان کو کامیابی سے پار کیا تو گویا کہ زندگی کے پل صراط سے گزر گئیں، انشاء اللہ اس کے نتیجے میں قیامت کے پل صراط کو بھی آسانی سے پار کر کے جنت میں ٹھکانہ پالیں گی، اور اگر خدانخواستہ اپنی غفلت اور نالائقی سے دنیا کے ہی اس پل صراط پر قدم قدم پر پھسلتی پھریں تو یہ قبر وآخرت کے مشکل مرحلوں کے لئے کوئی نیک شگون نہیں، اور پھر عورت کا پھسلنا تنہا ایک شخص کا پھسلنا نہیں، پوری نسل اور پورے معاشرے کا پھسلنا ہے، ساری انسانی نسلیں اور آدم کی اولاد کا ہر فرد ماں کی گود اور پرورش سے گزر کر ہی زندگی کی شاہراہ پر قدم رکھتا ہے اس کے بننے بگڑنے کا دارومدار زیادہ تر اس پہلی درسگاہ کی پرورش وتربیت پر ہی ہوتا ہے۔ اب آئیں ذرا آپ کو دین کی وہ باتیں بتلاتے ہیں جن میں خانہ داری کے کاموں اور ذمہ داریوں کے متعلق خواتین کو ہدایات دی گئی ہیں، اور ان ذمہ داریوں کو نبھانے پر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا وآخرت میں اجر وثواب اور انعام واکرام کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

عورت گھر کی نگھبان ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِیْ اَھْلِہٖ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا وَالْخَادِمُ فِیْ مَالِ سَیِّدِہٖ (ادب المفرد، بخاری ج۲ ص ۷۸۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ تم میں سے ہر ایک نگھبان ہے، تم میں سے ہر ایک سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکمِ وقت راعی ونگھبان اس سے اپنی پوری رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور آدمی اپنے اہل وعیال کا نگھبان ونگران ہے اور عورت اپنے شوہر کے پورے گھر کی نگھبان ونگران ہے اور نوکر اپنے آقا کے مال کا نگھبان ہے۔

پس عورت کو اللہ پاک نے گھر کی حاکمہ اور گھر کے تمام کاموں کی نگھبان بنایا ہے، وہ گھر کے تمام امور کی ذمہ دار ہے، کھانا پکانے، گھر کی صفائی ستھرائی، خانگی سامان کا نظم اور ترتیب اس کے ذمہ ہے، کیا منگانا ہے، کتنا منگانا ہے، اناج، دال ترکاریوں وغیرہ میں کیا پکے گا، کتنا پکے گا، گھریلو سامان میں کیا کمی بیشی ہے؟ ان سارے کاموں میں سلیقہ مندی، کفایت شعاری، فضول خرچی اور بے ڈھنگے پن سے پرہیز، گھر کے اندر اور باہر کے لوگوں سے برتاؤ، سسرال اور میکہ دونوں کے حدود اور حقوق کی رعایت، یہ ساری باتیں انتہائی حاضر دماغی، بیدار مغزی، خداخوفی اور خیر خواہی کا تقاضہ کرتی ہیں۔

عورتوں کے لئے گھریلو کام کاج کا ثواب جہاد کے برابر:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْنَ النِّسَاءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ فِی الْجِھَادِ فَھَلْ لَنَا مِنْ اَعْمَالِنَا شَیْئٌ تَبْلُغُ بِہٖ فَضْلُ الْجِھَادِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ مَھْنَۃُ اِحْدَاکُنَّ فِیْ بَیْتِھَا تَبْلُغُ بِہٖ فَضْلَ الْجِھَادِ. (بیھقی ۶/۴۴۰، مطالب عالیہ ۲/۳۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے آپ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول جہاد کرنے کی وجہ سے سے مرد تو فضیلت لے گئے، ہم عورتوں کے لئے بھی کوئی عمل ہے جس سے جہاد کی فضیلت کو ہم پاسکیں، فرمایا: ہاں گھریلو کام میں تمہارا لگنا یہ جہاد کی فضیلت کے برابر ہے۔

پس اندرونِ خانہ جتنے بھی امور ہیں خواہ اس کا تعلق کھانے پکانے سے ہو، یا سینے پرونے سے ہو، صفائی سُتھرائی سے ہو یا بچوں کی تعلیم وتربیت سے ہو ان کو اچھے طریقے پر انجام دینے اور ان کی دیکھ بھال کرنے سے عورت کو اتنی بڑی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ حاصل ہوگا، جو مردوں کو میدان کارزار میں جانیں لڑانے، گردنیں کٹوانے اور خون میں نہانے سے حاصل ہوتا ہے، گھر گرستی کے یہ سارے مشغلے بظاہر دنیا کے دھندے ہیں، کس عورت کو ان سے چھٹکارا پانے کی گنجائش ہے؟ چار وناچار کرنے ہی پڑتے ہیں، سر پر پڑتی ہے، تو چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں۔ لیکن اے ماؤں بہنو! گھبراتی کیوں ہو؟ دل چھوٹا نہ کرو، خدا خوفی اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے جذبے سے اخلاص کے ساتھ سلیقہ اور تدبیر کو کام میں لاتے ہوئے یہ کام انجام دو، ان کاموں کے بدلے میں تمہیں اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اجر وثواب اور انعامات سے نوازیں گے۔ یاد رکھو اللہ کا انعام آخرت میں جنت ہے، اور دنیا میں سُکھ چین اور اطمینان وسکون ہے۔

عورت کے ذمہ گھریلو خدمت ہے:

عَنْ ضَمُرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اِبْنَتِهِ الْفَاطِمَةِ بِخِدْمَةِ الْبَيْتِ وَعَلِيٍّ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ خَارِجِ الْبَيْتِ. (مطالب عالیہ ۲/۳۹)

ترجمہ: ضمرہ بن حبیب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ وہ گھریلو کام کریں گی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر کا کام کریں گے

اب آخر میں بزرگی کا مقام رکھنے والی ایک تجربہ کار خاتون کی نصیحت نقل کی جاتی ہے جو خانہ داری کے امور کے متعلق انہوں نے خواتین کو فرمائی ہے۔

”خانہ داری کوئی ایسا آسان کام نہیں ہے۔ ناتجربہ کاروں کے لئے سخت دشوار ہے، گھر داری یہ نہیں ہے کہ گھر میں جو چیز ہو سر پر اٹھا کر رکھ لو، یا صندوقچہ سے روپیہ نکال کر جنس (اناج، غلّہ وغیرہ) منگا لو اور پکا کر کھا پی کر بستر پر لیٹ کے سو رہو، ”کتا بلی آئے یا چور تمہاری بلا سے“ گھر داری وہ چیز ہے جس کے لئے عقل وہمت، اخلاق ومروّت، سلیقہ شعاری اور بردباری سب بہت ضروری ہیں، اگر یہ باتیں نہ ہوئیں تو گھر داری کیا خاک ہے، بعض ناتجربہ کار بیبیوں کا خیال ہے، کہ خانہ داری کوئی دشوار نہیں ہے، وہ ان معاملات کو سمجھتی نہیں ہیں، خانہ داری ایک جھنجھٹ کا کام ہے جس میں پھنس کر نہ سر چھوٹتا ہے، نہ پاؤں، اطمینان سے بیٹھنا دشوار ہو

جاتا ہے۔زندگی میں عورتوں کو دو مرحلے طے کرنے ہوتے ہیں، ایک خانہ داری کا دوسرے بچوں کی پرورش کا، اگر یہ دونوں کام سرانجام ہو جائیں تو گویا دنیا کا پل صراط طے ہو گیا، خانہ داری میں ہزار قسم کے معاملات پیش آتے ہیں، جن کے باعث بدنامی ہی بدنامی ہوتی ہے، جو بیبیاں آزاد مزاج، آرام طلب ہیں، بدنامی کا بالکل خیال نہیں ان کو کچھ دشوار نہیں وہ ہر حال میں خوش ہیں میاں نے جو پایا ہاتھ میں دھر دیا، اللّے تللّے کیا، کھایا پیا، آرام سے ٹانگ پھیلا کر سو گئیں، دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہی، کوئی بھوکا ہو یا ننگا، ماں ہو یا بہن، رشتہ داروں اور ساس نندوں کا کیا ذکر، کسی کی پرواہ نہیں، کسی پر چاہے کچھ گزر جائے۔تُف ہے ایسی زندگی پر جس سے کسی کو فیض (فائدہ) نہ پہونچے، ایسے بے فیض اور کم ہمتوں کا پڑوس بھی اچھا نہیں چہ جائیکہ یکجائی۔

اے بچیو! شریفوں سے یہ خصلتیں دور ہونی چاہئیں، ان کے لئے خانہ داری، سلیقہ شعاری، بچوں کی تربیت، شوہر کی تابعداری، حق شناسی اور کنبہ پروری بہت بڑی کامیابی وخوش نصیبی ہے" (خیر النساء صاحبہ از حسنِ معاشرت ص۴۰)

دس محرم کو کاروبار میں روزی سے تنگی کا تصور

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر دس محرم کے دن کاروبار کیا جائے تو اس پر سارے سال رزق کی تنگی رہتی ہے، لہٰذا دس محرم کو کاروبار نہیں کرنا چاہئے اور بالکل چھٹی کرنی چاہئے، یہ عقیدہ خودساختہ اور منگھڑت ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے، شریعت کی طرف سے دس محرم کو کاروبار کرنے کی ممانعت نہیں، اگر کوئی دس محرم کو کاروبار کرتا ہے تو نہ اس میں کوئی برائی ہے اور نہ ہی کوئی گناہ، لوگوں کی کم علمی ہے کہ دس محرم کو کاروبار وغیرہ کی چھٹی کر کے ماتم اور نوحہ کی مجلسوں میں شرکت کرتے ہیں اور اس کو گناہ نہیں سمجھتے، حالانکہ دس محرم کو جائز کاروبار کرنا نہ تو گناہ ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سے رزق میں تنگی ہوتی ہے اور اس کے برخلاف اگر اس دن کاروبار سے چھٹی کر کے ماتم اور نوحے کی مجلسوں اور تعزیہ کی محفلوں میں شرکت کی جائے، تو یہ گناہ بھی ہے اور اس گناہ میں شرکت کرنے سے خطرہ یہ بھی ہے کہ سال بھر انسان کو رزق کی تنگی میں مبتلا رہنا پڑے، لہٰذا اس دن کاربار چھوڑ کر گناہ کے کام میں مبتلا ہونا اور چھٹی کر کے مطمئن ہو جانا درست نہیں۔

آپ کے دینی مسائل کا حل دارالافتاء

عاشوراء کے دن اہل وعیال پر وسعت کی تحقیق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں:
حدیث میں یہ بات آتی ہے کہ جو شخص عاشوراء (یعنی دس محرم) کے دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ سارے سال وسعت عطا فرمائیں گے۔ اس حدیث کی سند کیا درست ہے؟ بعض حضرات اس حدیث کو جھوٹی اور گھڑی ہوئی بتلا رہے ہیں اور اس بارے میں کچھ رسائل بھی چھپے ہوئے پیش کئے جا رہے ہیں، جبکہ ہم نے اپنے کئی بڑے بڑے علماء کی کتابوں میں اس حدیث کا حوالہ پڑھا ہے، کیا ان سب حضرات نے جھوٹی اور گھڑی ہوئی حدیث لکھی ہے؟ اگر اس حدیث کی سند پر بھی کچھ روشنی ڈال دی جائے تو بہتر ہوگا، اور اگر یہ حدیث درست ہے تو اس کا مطلب بھی بتلا دیا جائے؟
نیز آج کل بے شمار لوگ دس محرم کو دیگیں تیار کر کے لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اور سبیلیں لگاتے ہیں ہر طرف کھانے پینے کا بازار گرم نظر آتا ہے، کیا یہ چیزیں بھی شریعت کے مطابق ہیں؟ بعض لوگ اس دن سُرمہ لگانے اور صدقہ خیرات کی فضیلت بیان کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟
براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں، والسلام بندۂ خدا، راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: سوال میں جس حدیث سے متعلق دریافت کیا گیا ہے اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ وَسَّعَ عَلٰی عَیَالِہٖ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِیْ سَنَتِہٖ (الجامع الصغیر ج۲ ص۵۴۵ رقم حدیث ۹۰۷۵، بحوالہ طبرانی فی الاوسط، والبیھقی فی شعب الایمان عن ابی سعید، تصحیح السیوطی صحیح)

ترجمہ: ''جو شخص دس محرم کے دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر پورے سال وسعت رکھیں گے۔''

اس حدیث کو علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ''الجامع الصغیر'' میں نقل کر کے صحیح قرار دیا ہے اور امام

طبرانی نے اپنی معجم اوسط ج ۹ ص ۱۲۱ میں، امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شعب الایمان ج ۳ ص ۳۶۶ میں درج کیا ہے اور امام دارقطنی اور امام رزین نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے اور صاحبِ ترغیب وترھیب، صاحبِ درمنثور، صاحبِ مشکوٰۃ اور صاحبِ تلخیص الحبیر اور صاحبِ کنزالعمال نے ج ۸ میں ابن عبدالبر کی استذکار کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ منقول ہے بعض سندوں میں کچھ کلام ہونے کی وجہ سے بعض حضرات نے اس حدیث کو موضوع، غیر ثابت یا ضعیف قرار دیا ہے، اس کے برعکس بہت سے محدثین نے اس حدیث کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے یہاں تک کہ محدث حافظ ابوالفضل عراقی رحمہ اللہ کے بقول تو اس حدیث کی بعض سندیں امام مسلم رحمہ اللہ کی شرائط پر پوری اترتی ہیں اور محدثین کا اصول یہ ہے کہ جو حدیث متعدد ضعیف اسناد سے منقول ہو تو مختلف سندوں کے باہم ایک دوسرے کی تائید کی وجہ سے وہ ضعف ختم ہو جاتا ہے اور حدیث حسن کے درجے میں آجاتی ہے لہٰذا اس حدیث کا انکار کرنا مشکل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی ''ما ثبت بالسنۃ'' میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

محدثِ عظیم حضرت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس عمل کا بارہا تجربہ کیا ہے اور ہم نے اپنے تجربہ میں اس کو صحیح پایا (قال سفیان انا قد جربناہ فوجدناہ کذالک مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۴)

اور بھی یہ کئی صحابہ اور دیگر محدثین وفقہاء کا مجرب شدہ عمل ہے چنانچہ اس حدیث کو مع شرح کے بیان کرتے ہوئے عظیم محدث امام مناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جس نے وسعت کی عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال کے نان نفقہ میں جبکہ وہ اس سے نفقہ پار ہے ہوں، اللہ تعالیٰ پورے سال اس پر (رزق کی) کشادگی فرمائیں گے (دعا یا خبر دونوں معنوں کا احتمال ہے) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب طوفانِ نوح میں دنیا کو غرقاب کیا تو سوائے نوح علیہ السلام کی کشتی کے بمع اپنے سواروں کے کچھ بھی نہ بچا تب اللہ تعالیٰ نے لوٹائی ان کو ان کی دنیا عاشورا کے دن اور ان کو کشتی سے خشکی پر اترنے کا حکم ملا تا کہ اپنے اہل وعیال کی گذر اوقات کے لئے کچھ بندوبست کریں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سلامتی اور برکتوں کے ساتھ ان پر بھی اور ان کی آگے نسلوں میں جو اہلِ ایمان ہوں گے ان سب پر بھی۔

پس یہ (عاشوراء کا دن) وسعت اور فراوانی کا دن ہے، ذرائع معاش میں اور ہر سال یہ کشائش سنت

ہے ذکر کیا اس کو حکیم نے اور اس صورت میں برکت اور وسعت کا حاصل ہونا تجربہ سے ثابت ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ہم نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو بالکل صحیح پایا'' اور حضرت ابنِ عیینۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''ہم نے پچاس یا ساٹھ سال اس کا تجربہ کیا'' اور ابنِ حبیب جو ائمہ مالکیہ میں سے ایک ہیں وہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تو عاشوراء کو نہ بھول اللہ تعالیٰ تجھے نہ بھلائیں اور یاد رکھ اس کو ہمیشہ تو چنے ہوئے لوگوں میں شمار ہوگا تاکہ تو برگزیدہ بندوں میں شمار ہو۔ رسول نے بات فرمائی اللہ کی رحمتیں اس (رسول) کے شاملِ حال ہوں ایسی بات کہ ہم نے اس میں حقانیت اور نورانیت پائی ہے۔ جس نے عاشورہ کی رات باوسعت وفراغت گذاری، ہو جائے گا سال بھر تک خوش گوار گذران والا۔ پس تو رغبت رکھ تجھ پر میں فدا ہو جاؤں اس چیز میں جس میں زندہ اور فوت شدہ تمام مخلوق سے افضل ذات (ﷺ) نے ہمیں رغبت دلائی...... حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ اس بڑے امام کی طرف سے یہ (مذکورہ منظومہ) بیان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل موجود ہے'' (فیض القدیر للمناوی ج ۶ بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

لیکن یہ ملحوظ رہے کہ جو چیزیں جس درجے میں ثابت ہیں ان کو اسی درجے میں رکھ کر ماننا اور عمل کرنا چاہئے، ان کو ان کے درجے سے بڑھانا نہیں چاہئے۔

آج کل اس حدیث سے ثابت شدہ عمل کے بارے میں عام طور پر بہت سے لوگ افراط تفریط کا شکار ہیں بعض لوگ تو سرے سے اس حدیث کو ثابت ہی نہیں مانتے حالانکہ ابھی ذکر ہو چکا کہ متعدد مختلف درجے کی سندوں سے یہ حدیث منقول ہے اور اس کا یکطرفہ اور بالکلیہ انکار درست نہیں (جیسا کہ آخر میں آنے والی عربی عبارات سے واضح ہوگا) دوسری طرف بعض لوگ اس کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ فرائض وواجبات ادا کرنے اور گناہوں وحرام کاموں سے بچنے کے مقابلہ میں اس قسم کی کھانے پینے کی چیزوں کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور اس کو اپنے درجہ سے بڑھا دیتے ہیں، نیز اس کو سارے سال کی روزی میں برکت ووسعت کا یقینی ذریعہ سمجھتے ہیں، حالانکہ بعض اوقات گناہوں کی وجہ سے بھی انسان کی روزی تنگ ہو جاتی ہے، اس لئے اس حدیث کے بارے میں افراط تفریط سے بچ کر اعتدال والی راہ اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث کا انکار نہ کیا جائے لیکن دوسری طرف اس حدیث میں بیان کردہ عمل کو فرض، واجب

اور سنت نہ سمجھا جائے بلکہ دنیوی برکت کا ایک عمل سمجھا جائے، اور نہ کرنے پر اپنے آپ کو گناہ گار بھی نہ خیال کیا جائے نیز یہ بھی وہم نہ کیا جائے کہ یہ عمل نہ کرنے کی وجہ سے یقینی طور پر تمام سال بے برکتی رہے گی اور جو یہ عمل نہ کرے اس پر لعن طعن بھی نہ کیا جائے اسی طرح اس موقع پر اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا، فضول خرچی کرنا یا اس کے لئے قرض لینا، اور کسی خاص قسم کے کھانے (مثلاً کھچڑ، کھیر، حلیم وغیرہ) کو مخصوص یا لازم کرنا، یا اس کو اتنا بڑھانا کہ ہر علاقہ اور محلّہ والوں کو اس میں شامل کرنے کے اہتمام والتزام تک نوبت پہنچ جائے اور بڑی بڑی دیگیں اتارنا یا پانی، شربت، دودھ وغیرہ کی سبیلیں لگانا یہ سب چیزیں گناہ اور شریعت پر زیادتی ہیں، اور ان چیزوں کا مذکورہ بالا حدیث سے اشارہ تک نہیں ملتا اس لئے کہ حدیث میں اپنے اہل وعیال پر نان نفقہ کی کشادگی کی برکت بیان کی گئی ہے، اور اہل وعیال میں اہلِ محلّہ اور دوسرے لوگ شامل نہیں ہوتے، اس لئے دسویں محرم کے دن دیگیں پکا پکا کر لوگوں کو کھلانا، اور سبیلیں لگا کر پانی، شربت وغیرہ پلانا نیز اس دن اِدھر اُدھر گھروں میں کھانے پینے کی اشیاء بھیجنا اور عید کا سماں پیدا کرنا درست نہیں اور نہ ہی مذکورہ حدیث کا یہ تقاضا اور مطلب ہے، اس حدیث کا مطلب تو فقط اتنا ہے کہ صرف برکت حاصل کرنے کے لئے اس دن اپنے گھر میں اپنی حیثیت کے مطابق اچھا اور عمدہ کھانا تیار کرلے، بشرطیکہ اس میں اور کوئی غلط اور فاسد عقیدہ یا عمل شامل نہ ہو (مثلاً غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نذر ونیاز اور خاص اس دن ایصالِ ثواب کی نیت وغیرہ)

قرآن مجید اور صحیح احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نیک اعمال اور توبہ استغفار سے رزق میں برکت اور بداعمالیوں اور گناہوں سے رزق میں تنگی ہوتی ہے اس لئے نیک اعمال اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا اس کشادگی اور فراخی والے عمل سے زیادہ ضروری اور اہم ہے، نہ یہ کہ کھانے پکانے کا تو بہت زیادہ اہتمام کیا جائے اور نماز، زکوٰۃ اور قربانی وغیرہ جیسے بڑے احکام سے غفلت اختیار کی جائے جیسا کہ عام طور پر آج کل ہو رہا ہے، اسی سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص اس دن اس عمل میں حد سے آگے بڑھے گا یا کسی قسم کا کوئی گناہ کرے گا (جیسا کہ آج کل بے شمار گناہوں کا دور دورہ ہے) تو باوجود اس وسعت اور فراخی والے عمل کو انجام دینے کے پھر بھی بے برکتی میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے (ماخذہ ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام بتغیر واضافہ مؤلفہ: مفتی محمد رضوان صاحب، مطبوعہ ادارہ غفران راولپنڈی)

جہاں تک دسویں محرم کے دن سرمہ لگانے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں صحیح سند کے ساتھ کچھ ثابت نہیں اور جو

کچھ اس بارے میں منقول ہے اس کو محدثین نے منکر، ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے، اس لئے دسویں محرم کے دن سرمہ لگانے کو سنت یا افضل یا ثواب سمجھنا ہرگز بھی درست نہیں۔

اسی طرح دسویں محرم کے دن صدقہ کرنے کی خصوصی فضیلت اور خاص اجر وثواب کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور جو روایت اس بارے میں منقول ہے وہ محدثین کے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں۔

(۱۱۹۳)حديث:من وسع على عياله في يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها.الطبراني،والبيهقي في الشعب وفضائل الاوقات،وابو الشيخ عن ابن مسعود،والاولون فقط عن ابى سعيد ،والثانى فقط فى الشعب عن جابر وابى هريرة ،وقال :ان اسانيده كلها ضعيفة،ولكن ضم بعضها الى بعض افاد قوة.بل قال العراقى فى اماليه:لحديث ابى هريرة طرق صحح بعضها ابن ناصر الحافظ،واورده ابن الجوزى فى الموضوعات من طريق سليمان بن ابى عبد الله،وقال:سليمان مجهول،وسليمان ذكره ابن حبان فى الثقات،فالحديث حسن على رأيه.قال:وله طريق عن جابر على شرط مسلم اخرجها ابن عبد البر فى الاستذكار من رواية ابى الزبير عنه،وهى اصح طرقه،ورواه هو والدارقطنى فى الافراد بسند جيد عن عمر موقوفا عليه،والبيهقى فى الشعب من جهة محمد بن المنتشر،قال:كان يقال فذكره،قال :وقد جمعت طرقه فى جزء.قلت:واستدرك عليه شيخنا رحمه الله كثيرا لم يذكره،وتعقب اعتماد ابن الجوزى فى الموضوعات قول العقيلى فى هيصم بن شداخ راوى حديث ابن مسعود،بقوله:بل ذكره ابن حبان فى الثقات والضعفاء(المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الألسنة للسخاوى حرف الميم،ص ۴۳۸)

(۲۶۳۲)"من وسع على عياله فى يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها"وفى رواية سائر سنتيه ،قال فى الدر تبعا للزركشى لايثبت،انما هو من كلام محمد ابن المنتشر،ورده السيوطى فى التعقبات بانه ثابت صحيح،واخرجه البيهقى فى الشعب عن ابى سعيد الخدرى وابى هريرة وابن مسعود وجابر باسانيد ضعيفة اذا ضم بعضها الى بعض تقوت،وقال الحافظ ابو الفضل العراقى فى اماليه حديث ابى هريرة ورد من طرق صحح بعضها الحافظ ابو الفضل بن ناصر،واورده ابن الجوزى فى الموضوعات من طريق سليمان بن ابى عبد الله عنه،وقال سليمان مجهول،وسليمان ذكره ابن حبان فى الثقات،قال وله طريق عن جابر على شرط مسلم اخرجها ابن عبد البر فى الاستذكار من رواية ابى الزبير،وهو اصح طرقه،وقال النجم ولفظه،من وسع على نفسه واهله يوم عاشوراء اوسع الله عليه سائر سنته،وورد ايضا من حديث ابن عمر اخرجه الدارقطنى فى الافراد موقوفا على عمر،واخرجه ابن عبد البر بسند جيد ،ورواه فى الشعب عن محمد بن المنتشر فذكره،قال وقد جمعت طرقه فى جزء،هذا كلام العراقى فى اماليه،وقد لخصت الجزء الذى جمعه فى التعقبات على الموضوعات،انتهى مافى الدر،وقال السخاوى فى المقاصد :رواه الطبرانى،والبيهقى فى الشعب وفضائل الاوقات،وابو الشيخ عن ابن مسعود،والاولون فقط عن ابى سعيد ،والثانى فقط فى الشعب عن جابر وابى هريرة ،وقال :ان اسانيده كلها ضعيفة،ولكن ضم بعضها الى بعض افاد قوة.بل قال العراقى فى اماليه:لحديث ابى

هريرة طرق صحح بعضها ابن ناصر الحافظ،واورده ابن الجوزى فى الموضوعات من طريق سليمان بن ابى عبد الله،وقال:سليمان مجهول،وسليمان ذكره ابن حبان فى الثقات،فالحديث حسن على رأيه(كشف الخفاء ومزيل الالباس للعجلونى، ج ۲ ص ۳۷۵)

(فضل صوم عاشوراء وان فيه خلق السموت والارض والقلم واللوح وجبريل والملائكة وآدم وولد ابراهيم ونجى من النار واغرق فرعون واعطى سليمان ملكه وولد النبى ﷺ وفيه القيامة وغير ذلك)موضوع(من وسع على عياله واهله يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها)فيه سليمان مجهول والحديث غير محفوظ:قلت قال العراقى له طرق صحح بعضهاوبعضها على شرط مسلم:قال البيهقى اسانيده الضعيفة احدثت قوة بالتضام وكذا فى المقاصد وقد اورده ابن الجوزى فى الموضوعات من طريق سليمان لجهالته:وقد ذكره ابن حبان فى الثقات فالحديث حسن على رأيه وله طريق اخرى على شرط مسلم وهو اصح طرقه وروى بسند جيد عن عمر موقوفا وتعقب شيخنا اعتما د ابن الجوزى قول العقيلى فى هيصم انه مجهول قال بل ذكره ابن حبان فى الثقات واضعفاء :وفى الوجيز هو عن ابن مسعود وفيه الهيصم راوى الطامات : وابى هريرة وفيه سليمان بن ابى عبد الله مجهول قال ولا يثبت فيه حديث:قلت اخرجه البيهقى عن ابى سعيد وابى هريرة وجابر قال اسانيده كلها ضعيفة ولكن قويت بالتضام:وقال العراقى حديث ابى هريرةورد من طرق صحح بعضها(تذكرة الموضوعات للامام الطاهر الفتنى ص ۱۱۸)

(۳۳)حديث:من وسع على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه سائر سنته(طب)من حديث ابن مسعود وفيه هيصم بن شداخ(عد)من حديث ابى هريرة وفيه سليمان بن عبد اللهمجهول قال العقيلى والحديثان غير محفوظين(تعقب)بان حديث ابن مسعود اخرجه الطبرانى فى الكبير والبيهقى فى الشعب وحديث ابى هريرة قال الحافظ العراقى فى اماليه ورد من طرق صحح بعضها الحافظ ابن ناصر وسليمان الذى قال ابن الجوزى مجهول ذكره ابن حبان فى الثقات قال فالحديث حسن على رأى ابن حبان وقد روى من حديث ابى سعيد وجابر اخرجهما البيهقى فى الشعب وقال فيهما وفى حديث ابى هريرة وابن مسعود اسانيدها ضعيفة ولكنها اذا ضم بعضها الى بعض اخذت قوة انتهى والحديث جابر طريق آخر غير الذى اخرجه منه البيهقى وهو على شرط مسلم اخرجه ابن عبد البر فى الاستذكار من حديث شعبة عن ابى الزبير عن جابر فذكره ثم قال قال جابر جربناه فوجدناه كذالك وقال ابو الزبير مثله وقال شعبة مثله(قلت)قال الحافظ ابن حجر منكرا جدا ورجاله موثوقون والظاهر ان الغلط فيه من ابى خليفة الفضل بن الحباب فلعل ابن الاحمر سمعه منه بعد احتراق كتبه والله اعلم.وورد من حديث ابن عمر اخرجه الدارقطنى فى الافراد وقال منكروموقوفا على عمر اخرجه ابن عبد البر فى الاستذكار بسند رجاله ثقات الا انه من رواية ابن المسيب عن عمر وقد اختلف فى سماعه منه وعن ابراهيم بن محمد بن المنتشر قال كان يقال فذكره اخرجه البيهقى فى الشعب قال العراقى واما قول الشيخ تقى الدين ابن تيميه ان حديث التوسعة ماروواه احد من الائمة وقد جمعت طرقه فى جزء انتهى(وقال)عبد الملك بن حبيب احد ائمة المالكية اورده صاحب المغرب:

لاتنس لاينسک الرحمن عاشوراء — واذكره لازلت فى الاخيار مذكورا

قال الرسول صلاة الله تشمله — قولاعليه وجدنا عليه الحق والنورا
من بات فی ليل عاشوراء ذا سعة — يكن بعيشة فی الحول محبورا
فارغب فديتک فيما فيه رغبنا — خير الوریٰ كلهم حيا ومقبورا

وهـذا مـن هذا الامام الجليل دليل على ثبوت الحديث عنده (قلت)وقول الامام لا يصح لا يلزم منه ان يكون باطلا كما فهمه ابن القيم فقد يكون الحديث غير صحيح وهو صالح للاحتجاج به بـان يـكـون حسـنـا والله تـعالیٰ اعلم(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة الموضوعة للكنانی ج۲ص۱۵۷، ۱۵۸)

(من وسع على عياله)وهم فی نفقته (فی يوم عاشوراء)عاشر المحرم وفی رواية باسقاط فی(وسع الله عـليـه فـی سـنـتـه كـلـها)دعاء او خبر ذلک لان الله سبحانه اغرق الدنيا بالطوفان فلم يبق الا سـفـيـنـة نـوح بـمـن فيهـا فـرد عـليهـم دنيـاهـم يـوم عاشوراء وامروا بالهبوط للتأهب للعيال فی امـرمعاشهم بسلام وبركات عليهم وعلى من اصلا بهم من الموحدين.فكان ذلک يوم التوسعة والـزيـادة فـی وظـائف الـمعاش فيسن زيادة ذلک فی كل عام ذكره الحكيم وذلک مجرب لـلبركة والتوسعة ،قال جابر الصحابی جربناه فوجدناه صحيحا وقا ل ابن عيينة جربناه خمسين او ستين سنة وقال ابن حبيب احدا ائمة المالكية:

لاتنس لاينسک الرحمن عاشوراء — واذكره لازلت فی الاخيار مذكورا
قال الرسول صلاة الله تشمله — قولاعليه وجدنا عليه الحق والنورا
من بات فی ليل عاشوراء ذا سعة — يكن بعيشة فی الحول مجبورا
فارغب فديتک فيما فيه رغبنا — خير الوریٰ كلهم حيا ومقبورا

قال المؤلف:فهذا من هذ االامام الجليل يدل على ان للحديث اصلا(فيض القدير للمناوی ج۶ بحواله طبرانی فی الاوسط)

قـال الـعـراقی لـه طـرق صحح بعضها وبعضها على شرط مسلم (مرقاة شرح مشکوٰة ج ۴ ص ۲۱۷)(كذا فی المواهب اللدنية ص ۲۲۵)

مـن وسـع عـلٰی عيـالـه فـی يـوم عـاشـوراء وسـع الله عليه السنة كلها وفی رواية سائرسنته قال الـزركشـی لايثبـت انـما هو من كلام محمد بن المنتشر قال السيوطی كلابل هو ثابت صحيح اخـرجـه البيهـقـی فی الشعب من حديث ابی سعيد الخدری وابی هريرة وابن مسعود وجابر ث وقـال اسـانيـده كـلهـا ضـعـيـفة ولـكـن اذاضم بعضها الیٰ بعض افادقوة وقال الحافظ ابوالفضل الـعراقی فی اماليه حديث ابی هريرة هذا ورد من طرق صحح بعضها ابوالفضل بن ناصر واورده ابـن الـجـوزی فـی الـمـوضـوعات من طريق سليمان ابن ابی عبدالله عنه وقال سليمان مجهول وسـلـيـمان ذكره ابن حبان فی الثقات قال فالحديث حسن علیٰ رأيه قال وله طرق عن جابر على شـرط مسـلـم اخـرجهـا ابن عبدالبرفی الاستذكار من رواية ابی الزبير عنه وهی اصح طرقه قال وقـدوردايضا من حديث ابن عمر رضی الله عنه اخـرجـه الـدارقـطـنـی فی الافراد موقوفا علٰی عمر وقـداخـرجـه ابـن عبدالبر بسند جيد ورواه البيهقی فی الشعب عن محمد بن المنتشر قال كان يـقـال فـذكـره وقـد جـمـعـت طرقه فی جزء هذا كلام العراقی فی اماليه نقله السيوطی وقال قد لـخـصـت الـجـزء الذی جمعه فی التعقبات على الموضوعات (الموضوعات الكبير ص ۱۲۷

حرف المیم)

ومن الاحادیث الموضوعة احادیث الاکتحال والادهان والتطیب یوم عاشوراء.فمن فعل ذلک فیه معتمدا السنة مظهرا للفرح والسرور فهو مبتدع.وکذ امن اتخذه یوم تألم واحزان ولبس سواد ودوران فی البلاد وجرح الرأس والابدان کما اشتهر ذلک عن الرفضة فی بلاد العجم من خراسان ، فعلیهم غضب الجبار(کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی،ج۲ص ۵۵۹)

من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینه رواه الحاکم والبیهقی فی شعبه والدیلمی عن ابن عباس رفعه وقال الحاکم منکروقال فی المقاصد بل موضوع وقال فی اللاٰلی بعد ان رواه عن ابن عباس من طریق الحاکم حدیث منکر والاکتحال لایصح فیه اثرفهو بدعة واورده ابن الجوزی فی الموضوعات وقال احاکم ایضا الاکتحال یوم عاشوراء لم یروعن النبی ﷺ فیه اثر وهو بدعة ابتدعها قتله الحسین رضی اللّٰهعنه وقبحهم نعم رواه فی الجامع الصغیر بلفظ من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم یرمد ابدا قال المناوی نقلا عن البیهقی وهو ضعیف بالمرة وقال ابن رجب فی لطائف المعارف کل ما روی فی فضل الاکتحال والختضاب والاغتسال فیه موضوع لم یصح(بحواله کشف الخفا للعجلونی ج۲ص ۳۰۶)

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه ﷺ من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم یرمد ابدا انتهی قال البیهقی اسناده ضعیف بالمرةفجویبرضعیف والضحاک لم یلق ابن عباس انتهی ومن طریق البیهقی رواه ابن الجوزی فی الموضوعات ونقل عن الحاکم انه قال فیه حدیث موضوع وضعه قتلة الحسین رضی اللّٰه عنه انتهی......عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه من اکتحل یوم عاشوراء لم ترمد عینه تلک السنة کلها انتهی وقال فی رجاله من ینسب الی تفضیل فدس علیه فی احایث الثقات انتهی کلامه(نصب الرایة للزیلعی کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارة)

فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد یونس ۱۴۲۵/۱۲/۲۹ھ، دارالافتاء والاصلاح، ادارہ غفران، راولپنڈی

الجواب صحیح محمد رضوان ۱۴۲۶/۱/۲ھ

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟ م۔ر۔ن

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

یزید کے بارے میں کیا عقیدہ رکھا جائے

یزید کے بارے میں آج کل بہت افراط وتفریط ہورہی ہے، ایک فریق یزید کی محبت میں اس حد تک آگے نکل گیا ہے کہ یزید کی تعریف کو اہلِ سنت کی علامت ونشانی سمجھنے لگا ہے، اس فریق کی خواہش ہے کہ یزید کا شُمار اگر ''خلفائے راشدین'' میں نہیں تو کم از کم ''خلفائے عادلین'' میں تو ضرور کیا جانا چاہئے، اور یزید کے تین سالہ دور میں جو ظلم وستم کے سنگین واقعات رونما ہوئے ہیں، مثلاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہلِ بیت کا المناک قتل وشہادت، واقعہ حرّہ میں مدینہ والوں کا قتلِ عام اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حرمِ کعبہ پر یلغار اور چڑھائی، ان واقعات میں یزید کو برحق اور اس کے مقابلہ میں صحابہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیا جائے، جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء کو باغی قرار دینا خود اہلِ سنت کے عقیدہ سے بغاوت ہے، صحیح حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں (ترمذی)

جو لوگ نعوذ باللہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ''باغی'' قرار دیتے ہیں، وہ کس منہ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قیادت وسیادت میں جنت میں جائیں گے۔ اور دوسرا فریق یزید کے بغض اور عداوت میں اس حد تک آگے نکل گیا ہے کہ یزید کو دین وایمان سے خارج اور کافر وملعون قرار دینا حق پرستی کی علامت ونشانی سمجھنے لگا ہے اور جب تک یزید پر لعنت نہ کرے اور انسانوں کا بدترین فرد قرار نہ دے اس وقت تک حق کی ادائیگی نہیں سمجھتا۔

لیکن اعتدال کا راستہ ان دونوں حدوں کے درمیان ہے، اور وہ یہ کہ یزید کی تعریف اور مدح سرائی سے بچا جائے، اور اس کے مقابلہ میں حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم (جو یزیدی فوج کے ظلم وستم سے شہید ہوئے) کے موقّف کو برحق سمجھا جائے، مگر یزید کی تمام تر سیاہ کاریوں کے باوجود اس کو یقینی کافر نہ قرار دیا جائے، اس کے کفر میں توقّف اور سکوت رکھا جائے اور یزید کا نام لے کر لعنت سے پرہیز کیا جائے، یہی سلامتی اور عافیت کا راستہ ہے (ماخوذ از آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ابتغیر)

Idara Ghufran

دس محرم کے کھانے اور سبیل کی شرعی حیثیت

آج کل بہت سے لوگ دس محرم کو کھانا تیار کرتے ہیں اور دوسروں کو یہ کھانا کھلاتے ہیں یا دوسروں کے گھروں میں بھیج دیتے ہیں، اسی طرح بہت سے لوگ سبیل لگاتے ہیں، یہ کھانا کھانا اور یہ شربت وغیرہ پینا شرعاً کیسا ہے؟ اس بارے میں بہت سے لوگوں کی طرف سے سوالات کئے جاتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس دن اس نیت اور غرض سے کھانا تیار کرے کہ یہ کھانا پینا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء وشہداء کے نام پر نذر ہے، اور اس کے نتیجے میں یہ ہستیاں خوش ہوکر ہمارے بگڑے ہوئے کاموں کو بنا دیں گی اور ہماری مرادوں کو پورا کردیں گی، غرضیکہ اس کھانے پینے کی چیز سے غیر اللہ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر ان کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہو تو یہ کھانا پینا حرام ہے، اگر کسی کھانے پینے کی چیز میں یہ عقیدہ واضح ہوجائے تو ایسا کھانا پینا ہرگز نہ کھایا اور لیا جائے کیونکہ یہ مُردار چیز کی طرح منع ہے۔ اور ایسے عقیدہ کو اختیار کرنے سے شرک کا ڈر ہے، اور اگر غیر اللہ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر کھانا تیار نہیں کیا گیا بس ویسے ہی ان ہستیوں کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے یا یہ سوچتے ہوئے کہ یہ ہستیاں کربلا میں بھوکی پیاسی شہید ہوئیں تھیں، اور یہ چیزیں ان کی بھوک اور پیاس کو مٹانے کا ذریعہ بنیں گی، یا یہ عقیدہ ہو کہ فوت ہونے والے دن میں ایصالِ ثواب کرنا زیادہ ثواب ہے اور دس محرم شہدائے کربلا کی وفات کا دن ہے اس لئے اس کھانے کے ذریعہ سے ان کی روح کو ایصالِ ثواب کرنا مقصود ہے تو ان سب صورتوں میں یہ کھانا پینا بذاتِ خود تو مُردار کی طرح حرام نہیں لیکن اس غرض سے کھانے پینے کا انتظام کرنا اور اس میں کسی طرح تعاون کرنا اور اس میں شرکت کرنا یا اس کو قبول کرنا گناہ ہے، اور اگر ایسے کھانے پینے کی چیز گھر میں آجائے تو نہیں لینی چاہئے اور لے لی گئی اور واپسی ممکن نہ ہو تو ضائع کرنے کے بجائے خود استعمال کر لینے میں گناہ نہیں، اگر اس قسم کے کھانے پینے کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ کس عقیدے سے تیار کیا گیا ہے تب اس کو صریح حرام تو نہ کہیں گے لیکن احتیاط کے خلاف ضرور کہا جائے گا۔

ماتم اور تعزیہ کے جلوس میں شرکت

ماتم اور تعزیہ کے جلوس میں شرکت کرنا اور ان جلوسوں میں ہونے والی حرکات کا نظارہ کرنا کبیرہ گناہ ہے لہٰذا جو حضرات اہلِ سنت ہونے کے باوجود ان جلوسوں میں شرکت کرتے ہیں، وہ بھی گناہ سے بری نہیں۔

عبرت کدہ مولانا محمد امجد

عبرت و بصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

بابل و نینوا سے بغداد تک (چوتھی و آخری قسط)

۱۹۷۹ء سے عراق پر صدام حسین کی حکمرانی کا زمانہ شروع ہوا جس کا تسلسل مارچ ۲۰۰۳ء میں امریکہ کی زیرِ قیادت کفریہ اتحاد کی جارحیت تک رہا، لگ بھگ ۲۴ سال یعنی ایک چوتھائی صدی پر محیط یہ سارا زمانہ عراق کے لئے خصوصاً اور عالمِ عرب (بلکہ عالمِ اسلام) کے لئے عموماً نہایت ہی پر آشوب رہا، اس دور کے اہم تاریخ ساز بلکہ تاریخ سوز واقعات و حوادثات جو عالمِ اسلام کے لئے نئی نئی آزمائشوں کا باعث بنے، اور جن کے نتیجہ میں امتِ مسلمہ سامراج کے پنجے استبداد میں مزید دبتی چلی گئی یہ ہیں۔

۱۹۸۰ء میں عراق کا ایران پر حملہ اور پھر کئی برسوں پر محیط ایران و عراق جنگ جس میں طرفین سے لاکھوں لوگ مارے گئے، اور دونوں ملکوں کی بری طرح سے اقتصادی و عسکری تباہی ہوئی دونوں ملکوں کی یہ عسکری قوت پورے عالمِ اسلام کے لئے سرمایہ فخر تھی اور عالم کفر کے آگے امت کی ساکھ مضبوط بنانے کا ذریعہ تھی، افسوس کہ سامراج نے اپنے اسلحہ کی تجارت و ترسیل اور امت مسلمہ کی تضعیف و تذلیل کے لئے دونوں طاقتوں کو باہم لڑا دیا اور دونوں ملکوں کی ناعاقبت اندیش قیادتیں سامراج کے نادیدہ ہاتھوں میں کھلونا بن کر سالہا سال تک امت کی جگ ہنسائی کا ذریعہ بنتی رہیں ۔ سادگی مسلم دیکھ ذرا غیروں کی عیاری دیکھ

۱۹۹۰ء میں عراق کا کویت پر حملہ اور قبضہ، اس کے ردِ عمل میں امریکا، برطانیہ، فرانس وغیرہ کفریہ اتحاد کا بظاہر کویت کی حمایت میں عراق پر حملہ، اس حملے سے پہلے عراق کو لاکھ الٹی میٹم دیے گئے، کہ وہ دراندازی چھوڑے، لیکن عراق کا مردِ آہن سمجھا جانے والا جذباتی قائد سینہ تان کر یلغار کی دھمکیاں دینے والوں کو للکارتا رہا جس سے دنیا یہ سمجھی کہ ''یہ فاتح عالم ڈٹنا جانتا ہے ہٹنا نہیں'' چڑھائی سے آشنا ہے پسپائی کا لفظ شائد اس کی لغت میں ہی نہیں، لیکن دنیا اس وقت ورطۂ حیرت میں ڈوب گئی جب حملہ شروع ہونے کے بعد کچھ ہی دیر میں عراقی قیادت نے اپنی افواج کو کویت سے نکلنے کے لئے الٹی میٹم دے دیا الٹے پاؤں اس پسپائی نے عراقی افواج کو اتحادی بھیڑیوں کیلئے بھیڑوں کا گلہ بنا دیا، عراق کے وسیع صحراؤں میں پسپا ہوتی

Idara Ghufran

ہوئی فوج پر اتحادیوں نے وحشیانہ بمباری کی جس کے نتیجے میں کم وبیش سوالاکھ عراقی فوجی شہید وزخمی ہوئے دنیا آج تک مردِ آہن سمجھے جانے والے اس شخص کی حکمتِ عملی کا صحیح راز نہ جان سکی عراقی قیادت کی کویت پر جارحیت کے نتیجہ میں امریکہ کو جزیرۃ العرب میں اپنی فوجیں گھسانے اوراڈے بنانے کا موقعہ ہاتھ آیا جواس کا دیرینہ خواب تھااور شاید خفیہ پروگرام اور طے شدہ ڈرامہ کا مقصود تھا اس طرح براہ راست تیل کی دولت اس کے نرغے میں آ گئی جنگی اخراجات پورے کرنے اور خطے کی حفاظت کے بہانے عالمی امن کا نام نہاد ٹھیکیدار اس ڈیڑھ عشرہ میں بغیر کسی پیمانے اور حساب کے اتنا تیل چوس چکا ہے کہ صحرا کے پیاسے ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور کی حالت دگرگوں ہونی شروع ہوگئی، پھر بھی سامراج کی ہوس کی پیاس بجھانے کے لئے جزیرۃ العرب کا یہ تیل کافی نہیں تھا کیونکہ وہ سو سال آگے کی سوچتا ہے اس لئے ملتِ کفریہ کے ساتھ بندر بانٹ کا پروگرام طے کر کے ۲۰۰۳ء میں تیل کے اس دوسرے بڑے مرکز عراق یعنی وادی دجلہ وفرات میں آدھمکا، وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ ستم رسیدہ بغداد میں ظلم و بربریت کے عفریت کا ننگا ناچ جاری ہے فضاؤں سے آتش وآہن کی بارش برس رہی ہے تو زمین پر دارورسن کے سلسلے ہیں اس دفعہ سامراج نے بلاجواز جس ڈھٹائی کے ساتھ جارحیت کی، ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ ظلم وبربریت کی بدترین مثال ہے جس کے مقابلے میں مردِ آہن کہلانے والے صدر پھر ڈٹ گئے اس دفعہ کا ڈٹنا ۹۰ء کی طرح بلاجواز نہیں تھا لیکن ۔ اے بسا آرزو کہ خاک شد

عراق کی کئی لاکھ آرمی اور نصف لاکھ کے قریب ریپبلکن گارڈ جنگ شروع ہونے کے بعد زیادہ دیر نہ ٹھہر سکی ایسی غائب ہوئی کہ کوئی پتہ ہی نہ چلا کہ زمیں ان کو نگل گئی یا آسمان نے ان کو اچک لیا مردِ آہن کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے اس عرصہ میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ملتِ کفریہ کی وحشیانہ بمباری سے معصوم شہری آبادیوں پر قیامت گذر گئی اب ڈٹے رہنے کا وقت تھا لیکن اس ڈٹنے کے وقت میں بھی آرمی کا ہٹ جانا ہنوز معمہ ہی ہے جس کا راز شاید آنے والے وقت میں پوری طرح کھل جائے، اس طرح پورے عراق پر جب امریکی تسلط قائم ہو گیا اور سامراجی بھیڑیے نے نہایت چالاکی سے مقامی کرائے کی فوج تشکیل دینی شروع کر دی تا کہ وہ امریکی فوج کے لئے بطورِ حفاظت کے ہراول دستہ بن سکے اور اس کے ذریعے مقامی آبادی کو کنٹرول کیا جا سکے اور مقامی آبادی کے غیظ وغضب اور ردعمل کی نوبت آئے تو اسی کرائے کی فوج کو قربانی کا بکرا بنایا جا سکے اور اس طرح ایک تیر کے ساتھ دو دو شکار ہوتے رہیں تو

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نازک موقعہ پر اس منتشر اور غائب شدہ آرمی کے جوہر پھر کھلنے لگے جو بے موقعہ ڈٹ کر موقعہ پر ہٹ گئے تھے دھڑا دھڑ ایسے بھرتی ہونے لگی جیسے سب کچھ پہلے سے ہی تیار تھا بس صاحبِ بہادر کے ابروئے چشم سے اشارہ صادر ہونے کا انتظار تھا۔ آج کفار کے ہاتھوں پورا عراق کربلا بنا ہوا ہے اور عراق کے طول وعرض میں معرکہ کرب و بلا جاری ہے عراقی مسلمانوں کا دین، ایمان، جان، مال، عزت وآبرو سب کچھ داؤ پر لگا ہوا ہے اور مردانِ حق وصداقت جذبہ ایمان سے سرشار ہوکر تن من دھن کی بازی لگا رہے ہیں اور سر ہتھیلی پر رکھ کر حزب الشیطان کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں اور سامراج کے بدمست ہاتھی کو لوہے کی لگام پہنانے کا عزم کر کے پوری سرزمینِ عراق کو شہادت گاہِ الفت بنائے ہوئے ہیں ؎

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے ۔۔۔ لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اٹھ اے مسلم قوم میری اندیشہ ہے کچھ ہونے کا ۔۔۔ اسلام پہ دنیا چھا گئی ہے یہ وقت نہیں ہے سونے کا

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا حامی وناصر ہو اور امت کو احساسِ زیاں عطا فرمائے۔

لمحۂ فکریہ:

آج عالمِ عربی کے حالات جس رخ پر جا رہے ہیں اس سے مستقبل کا وہ دھندلا نقشہ جو ۹۰ء میں خلیج میں امریکی فوجوں کی آمد سے ہی اہلِ بصیرت کے ذہن ودماغ میں نقش ہو گیا تھا روز بروز واضح ہوتا جا رہا ہے فلسطین، عراق شام اور خود حجاز کے موجودہ حالات آنے والے دنوں میں کسی بڑے طوفان کے پیش نامے ہیں، احادیث اشراط الساعۃ (علاماتِ قیامت) کو سامنے رکھا جائے تو حالات اور حوادثاتِ حاضرہ کی کڑیاں آپس میں ملتی چلی جاتی ہیں حالات جو پیش آنے والے ہیں وہ تو پیش آکر رہیں گے کوئی ان کو روک نہیں سکتا احادیث مبارکہ میں جہاں ان حالات کی خبر دی گئی ہے ساتھ ہی مسلمانوں کے لئے یہ رہنمائی بھی فراہم کردی گئی ہے کہ ان ناگفتہ بہ کھٹن ترین حالات میں مسلمان کیا طرزِ عمل اختیار کرے؟ یعنی اللہ تعالیٰ کا قانون اس وقت بھی نعوذ باللہ معطل نہیں ہو جائے گا بلکہ شریعت مطہرہ نے ان استثنائی و اضطراری حالات کے لئے استثنائی واضطراری احکام کا پورا باب رکھا ہے اور شریعت کا منشاء ان اخبار واحکام سے یہی ہے کہ جن مسلمانوں کو یہ حالات پیش آئیں وہ حالات کی رو میں بہہ کر بھٹک نہ جائیں جس سے دنیا کے ساتھ ان کی آخرت بھی تباہ ہو جائے اور وہ نجات سے محروم ہو جائیں بلکہ ان اضطراری حالات میں متعلقہ شرعی ہدایات کو ملحوظ رکھیں اس سے انشاء اللہ آخرت کی کامیابی کے ساتھ دنیا کی بھی

خیر حاصل ہوگی اور مسلمان آزمائش کی اس بھٹی سے سرخرو ہو کر نکلیں گے۔

لیکن آج تمام مسلمانوں کو بالعموم اور مسلمانوں کے ارباب اقتدار کو بالخصوص خواہ وہ عرب ہوں یا عجم، دین سے جو لاتعلقی اور لاعلمی ہے خصوصاً فتنوں کے دور کے متعلق نبوی پیشینگوئیوں اور ھدایات سے جو بے خبری ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ فتنوں کے اس دور میں امت صحیح رخ پر نہیں جارہی، اور ستم بالائے ستم یہ کہ مسلمانوں کے ارباب اقتدار ان حالات کا سبب دین اور اھل دین کو قرار دیکر دین سے پیچھا چھڑانے میں عافیت سمجھ رہے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ عالم کفر جو آج تہذیب وتمدن، عروج وترقی اور روشن خیالی (نہ کہ روشن ضمیری) کا علمبردار بنا ہوا ہے اور ہر قسم کے مادی وتہذیبی وسائل کا حامل اور عسکری اسلحوں سے مسلح ہے، یہی آج کے دور اور آنے والے زمانوں کا خدا اور انسانیت کا نجات دہندہ ہے، لھذا دینِ حقہ کا لیبل اپنے اوپر سے اتار کر جب تک طاغوت کی بارگاہ سطوت وجلال میں پورے اخلاص سے سجدہ ریز نہ ہوں گے، عافیت ونجات حاصل نہ ہوگی، اور یہی وہ سب سے بڑی لغزش اور ٹھوکر ہے جو امت کے یہ چارہ گر گذشتہ ایک صدی سے پوری، سرگرمی اور کامل یقین سے تسلسل کے ساتھ کھا رہے ہیں، ایک طاغوت کی طرف سرپٹ دوڑتے ہوئے ٹھوکر کھا کر اوندھے منہ گرتا ہے اور نیم جان یا بے جان ہو جاتا ہے تو دوسرا اس سے عبرت پکڑ کر بجائے سفر کا رخ بدلنے اور اسلام کی طرف مڑنے اور یوٹرن لینے کے اور تیزی سے اسی رخ پر تھوڑا سا زاویہ نگاہ بدل کر دوڑنے لگتا ہے اور اسی انجام سے دوچار ہوتا ہے جس سے اس کا پیشرو دوچار ہوا تھا، گزشتہ صدی کی تیسری دھائی میں کمال اتاترک نے خلافت کی بساط لپیٹ کر پوری طاقت سے الحاد وبے دینی کا بگل بجایا اور خلافت سے محروم جدید ترکی سے اسلام کا نام ونشان حرفِ غلط کی طرح کھرچ کھرچ کر مٹانا چاہا، اور اس اقدام میں ظلم وجور کے ہر سلسلے کو روا رکھا گیا، پھر کیا تھا تجدد وترقی کے نام پر کفر والحاد، اباحیت پرستی اور بے دینی کی ایک شاہراہ کھل گئی، جس پر آگے چل کر نئے آزاد ہونے والے مسلم ممالک نے چلنا بلکہ دوڑنا شروع کر دیا، چنانچہ دو بڑی جنگوں میں جب آپس کی سرپھٹول کے نتیجے میں سامراجی قوتوں کے دم خم ڈھیلے پڑ گئے اور تیسری دنیا کے محکوم ممالک میں آزادی کی تحریکیں زور پکڑ گئیں تو دوسری جنگِ عظیم کے بعد بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں نوآبادیاتی دنیا کے اکثر ممالک کو آزادی حاصل ہوئی، جن میں ایشیا وافریقہ اور عرب کے درجنوں اسلامی ممالک بھی تھے، سامراجی تسلط کے طویل تاریک دور کے بعد یہ آزادی امت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی اور یہ نہایت سنہرا موقعہ تھا کہ مسلمان

ممالک اپنی حکومتِ خوداختیاری کے بعد اپنے دین اور تھذیب کی طرف پلٹتے لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔
حالانکہ آزادی ان بیشتر خطوں میں جذبۂ دینی سے سرشار عوام کی قربانیوں کے نتیجے میں ہی حاصل ہوئی، مصر، شام، عراق، سوڈان، الجزائر، مراکش، تیونس لیبیا وغیرہ ان سب ممالک کی آزادی کے لئے دی جانے والی قربانیوں اور پھر آزادی حاصل ہونے کے بعد قائم ہونے والے نظام کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ آزادی کے نام پر ان ملکوں کی آزادی پر شب خون مارا گیا ہے، کسی نے اتاترک کے فلسفے کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا، کسی نے اشتراکیت کی چھتری کے نیچے پناہ ڈھونڈی، کسی نے قوم پرستی اور وطن پرستی کے بت کی پوجا شروع کر دی، کسی نے سرمایہ داری اور اشتراکیت کا ایک ملغوبہ تیار کر کے اپنی وسیع النظری اور عالی دماغی کا ثبوت دیا خصوصاً عرب دنیا نے بالعموم عرب قوم پرستی کا بت بنا کر جس طرح امت سے اپنے آپ کو الگ کرنے اور اسلام کو دیس نکال دینے کی کوشش کی اور اس کوشش میں اپنی اسلام پسند عوام اور دین کے محافظ علماء وخواص پر ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑے اس نے خود سامراجی مظالم کے بھی ریکارڈ توڑ دیئے، تاریخ کو یہ سب داستانیں ازبر ہیں۔ مصر میں جمال عبدالناصر کا فخریہ نعرہ "نحن ابناء فراعنه" (ہم فرعون کی نسل سے ہیں) ابھی بہت سے لوگوں کو یاد ہوگا، مصر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کی بیخ کنی اور عرب لیگ کے جھنڈے تلے اسلام کے بجائے عرب قومیت کے نام پر عربوں کو جمع کرنا آخر کس ذہنیت کی عکاسی کر رہا تھا؟ شام وعراق پر بعث پارٹی کا تسلط رہا جس کے ملحدانہ نظریات کے حامل لیڈر مدتوں تک ان دو زرخیز ومردم خیز اسلامی ممالک کے رگ وریشے سے اسلامیت کی روح نکال کر اباحیت اور عرب قومیت کو عام کرنے میں لگے رہے اور آخر ان ممالک کی اسلامی تہذیب وثقافت کا حلیہ بدل کر رکھ دیا۔ مصر نے ۵۶ء میں نہر سویز کا معرکہ کیا سر کیا کہ اپنے آپ کو پورے عرب کا نجات دہندہ بن سکنے کا تأثر دینا شروع کر دیا۔ اور عرب قومیت اور اشتراکیت کے غبارے کو خوب اونچی اڑانیں دینی شروع کر دیں، لیکن دنیا کو اس وقت سخت حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب جون ۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں حملہ شروع ہونے کے کچھ ہی دیر بعد مصری فوجوں کی پسپائی کی خبریں آنا شروع ہوگئیں، اور چند گھنٹوں کے اندر اندر مصر کی فضائی قوت بالکل دم توڑ گئی اور چند دنوں کے اندر ہی مصر وشام پر مشتمل متحدہ عرب جمہوریہ جو جنگ کی قیادت کر رہا تھا، بلاشرط جنگ بندی پر آمادہ ہوگیا اس طرح اسرائیل کا غزہ، شرم الشیخ، جزیرہ نمائے سینا اور سوئز کی پوری مشرقی پٹی پر قبضہ ہوگیا، اور پورا مصر اسرائیلی توپ خانے کی زد میں آ گیا، اور بیت المقدس کا ہاتھ سے نکل جانا الگ

رہا۔اسطرح ایمانی طاقت، اسلامی اخوت اور امت کی اجتماعیت کو نظر انداز کر کے عرب قوم پرستوں نے جس قوم پرستی کو پروان چڑھایا تھا وہ ایک ہوا بھری ہوئی مشک ثابت ہوئی کہ سوئی چبھوتے ہی اس کی ساری ہوا نکل گئی، اس سے شریک جنگ عرب طاقتوں پر سخت بے بسی اور بے چارگی کا عالم طاری ہوا۔ اس واقعہ فاجعہ سے مشہور عرب مؤرخ ابن خلدون کی اس رائے کی تصدیق ہوگئی کہ عربوں میں دینی رشتہ کے سوا کوئی رشتہ اتحاد پیدا نہیں کرسکتا، یہ واقعہ عربوں کو یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کرانے کے لئے کافی تھا کہ ان کی قسمت اسلام کے ساتھ وابستہ کردی گئی ہے اور ان ممالک میں کوئی ایسی تحریک اور کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی جس کی بنیاد خالص مادہ پرستی اور اسلام سے اعراض پر ہو۔ ۱۹۷۳ء کی جنگ میں کامیابی عطا کر کے قدرت نے پھر ان کو ایک موقعہ دیا، اس موقعہ پر سعودی عرب کے شاہ فیصل مرحوم کی تائید اور انکی سامراجیوں کو پٹرول کی بندش کی دھمکی نے مغرب کے اوسان خطا کر دیے اور عربوں کا مورال بلند کر دیا اس موقعہ پر اتحاد اسلامی کا نہایت قابلِ رشک مظاہرہ ہوا، ۱۹۷۳ء کی جنگ اور اس کے بعد اسلامی اتحاد محض جذبۂ دینی کا مرہونِ منت تھا، لیکن بعد میں مصر و شام وعراق کے حالات اسی سابقہ ڈگر پر جاری ہوگئے اور ان ممالک میں ہنوز وہی کفر نوازی اور طاغوت پرستی ہی کا دور دورہ ہے، عرب کا پورا خطہ احادیث کی روشنی میں مستقبل میں بڑے بڑے حوادثات و انقلابات کی آماجگاہ بنے گا۔

اللہ تعالیٰ پوری امت کے حال پر رحم فرمائے اور اہل عرب کو اپنی اہم اور نازک حیثیت کا احساس عطا فرمائے تا کہ وہ غیر اسلامی نظاموں اور لادینی کلچر و فلسفہ کو مسترد کر کے اپنا اسلامی کردار ادا کرنے پر کمر بستہ ہو جائیں، عراق کے موجودہ بحران میں اہل عرب کے لئے قدرت کے بہت سے پیغام پوشیدہ ہیں، جن کو سمجھنے کے لئے ایمانی بصیرت درکار ہے۔

ہزاروں مرحلے ہیں صبح کے ہنگامہ سے پہلے پروانے کا جلنا، شمع کا گھلنا، ستاروں کا ٹوٹنا

آخر میں اقبال مرحوم کے ان اشعار پر اختتام کرتے ہیں جن میں عربوں کو امت کی قیادت کرنے کی بجائے لادینی فلسفوں کو سینے سے لگانے پر شکوہ کیا گیا ہے۔

میں اصل کا خاص سومناتی آبا میرے لاتی ومناتی

تو سیدِ ہاشمی ﷺ کی اولاد میری کفِ خاک برہمن زاد

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا زناری برگساں نہ ہوتا

Idara Ghufran

طب و صحت ابولقمان

طبی معلومات ومشوروں کا مستقل سلسلہ

ادرک اور سونٹھ کے حیرت انگیز خواص

ادرک ایک مشہور ترکاری بھی ہے اور قیمتی شفا بخش جڑی بھی اور دوا بھی، جو پہاڑی اور پانی والے علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے، ادرک کو مخصوص طریقہ پر خشک کر کے محفوظ رکھ لیا جاتا ہے جسے ''سونٹھ'' کہا جاتا ہے، ادرک کو عربی میں ''زنجبیل'' کہا جاتا ہے، اور زنجبیل کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے، ادرک کا مزاج گرم اور تر ہے، البتہ خشک ادرک یعنی ''سونٹھ'' کا مزاج گرم اور خشک ہے، طب کی کتابوں میں دوا سازی کے ابتدائی مرحلے میں ہی ادرک کی افادیت کو تسلیم کیا گیا ہے، ادرک پیشاب کے ذریعے جوڑوں کی سوجن اور جوڑوں کے زہریلے فضلات کو خارج کرتا ہے، اور جسم کے تمام رگ وریشے کو گرم رکھتا ہے۔ ادرک کا اگر موزوں مقدار میں استعمال رکھا جائے تو بڑھاپے میں بھی بڑھاپے کے مختلف حملوں سے حفاظت رہتی ہے، جسم کے تقریباً تمام درکار اجزاء میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، جسم تندرست، خوبصورت اور سڈول رہتا ہے، قوتِ ہاضمہ برقرار رہتا ہے، پیٹ نظامِ ہاضمہ اور جگر کو قوت حاصل ہوتی ہے، بلغم اور گیس نہیں بنتی۔ اگر کھانا کھانے سے پہلے تھوڑا سا ادرک نمک کے ساتھ ملا کر کھایا جائے، یا باریک پسے ہوئے سونٹھ میں نمک ملا کر کھایا جائے، تو بھوک خوب بڑھتی ہے، کھانا کھانے کی رغبت پیدا ہوتی ہے، سونٹھ سے معدے اور آنتوں میں عمل کی حرکت بیدار رہتی ہے، لہٰذا گھریلو دوا کے طور پر ادرک یا سونٹھ کا استعمال بہت اہم ہے۔ سونٹھ گھی اور گُڑ کے ساتھ کھانے سے جسم کی رگوں میں ایک نئی بیداری اور تازگی پیدا ہوتی ہے، کھانا جلدی ہضم ہو جاتا ہے معدے میں رقیق اجزاء بناتا ہے، اور پورے جسم میں ایک نئی حیات دوڑتی ہے اور جسم کا ریشہ ریشہ سرگرم عمل ہو جاتا ہے، اس اعتبار سے ادرک اور سونٹھ گویا کہ خوبیوں کی کان ہے۔ ادرک کا رس اور سبزی ذائقہ دار اور چٹپٹی ہوتی ہے، یہ دل اور حلق کے لئے بے حد مفید ہے، اس سے گٹھیا اور جوڑوں کے امراض میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔

کالی کھانسی اور دمہ: ادرک کا رس ایک چھٹانک، شہد ایک چھٹانک ملا کر ذرا سا گرم کریں اور پی لیں، چند روز میں کالی کھانسی اور دمہ کو افاقہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سونٹھ اور چھ ماشے ہڑ کو معمولی کوٹ کر پیالی

بھر پانی میں جوش دیا جائے اور شہد یا چینی سے میٹھا کر کے صبح و شام استعمال کیا جائے تو چند ہی روز میں پرانی کھانسی اور دمہ کو فائدہ ہوتا ہے۔

چورن ہاضم: سونٹھ اور اجوائن حسبِ ضرورت لے کر اوپر سے ادرک کا اتنا پانی ڈالیں کہ یہ دونوں چیزیں تر ہو جائیں، اس کے بعد سایہ میں خشک کر کے باریک پیس کر حسبِ ضرورت کالا نمک ملا کر محفوظ رکھیں، کھانے کے بعد دونوں وقت چار رتّی سے ایک ماشہ پانی کے ساتھ استعمال کریں، یہ چورن ہاضمہ درست کرتا ہے، معدے کو طاقت بخشتا ہے، پیٹ کے درد اور کھٹی ڈکاروں کو بے حد مفید ہے، اس چورن کے استعمال سے معدہ کی تقریباً سب بیماریاں دور ہو کر مکمل صحت حاصل ہو جاتی ہے۔

بھوک کی کمی: بھوک اچھی طرح نہ لگتی ہو، پیٹ میں ہوا اور گیس بھری ہوئی ہو، قبض رہتا ہو تو ادرک کو کاٹ کر ریزہ ریزہ کریں، اس کے اوپر کالا نمک چھڑک کر ایک دو ماشہ تک کھانے سے بھوک اچھی طرح لگے گی، ہوا اور گیس خارج ہوگی اور قبض ختم ہو جائے گا۔

ریاحی درد: سونٹھ ڈھائی تولہ معمولی پیس کر تقریباً تین پاؤ پانی میں آدھے گھنٹے تک پکائیں، اس کے بعد چھان کر آدھی آدھی چھٹانک یہ جوشاندہ تین تین گھنٹے کے وقفہ سے چار مرتبہ پلائیں، ریاحی درد کا خاص علاج ہے۔

سینے کا درد: چھ ماشہ سونٹھ اور چھ ماشہ ملٹھی تین چھٹانک پانی میں جوش دے کر شہد یا چینی ملا کر نیم گرم پینے سے سینے کا درد ختم ہو جاتا ہے۔

بدن کا سُن اور موٹا ہونا: تین ماشہ سے ایک تولہ تک باریک پسی ہوئی ادرک کھائیں اور اس کے اوپر سے دار چینی، بڑی الائچی اور اور سبز چائے تین تین ماشہ کا جوش دیا ہوا نیم گرم جوشاندہ پینے سے چند ہفتوں میں بدن ہلکا پھلکا، جسم کی چربی کم ہو جاتی ہے اور بدن کا سُن ہونا بند ہو جاتا ہے، معدہ قوی قبض اور بلغم و ریشہ دور ہو جاتا ہے۔

قے کی بندش: ادرک اور پیاز کا رس ملا کر پینے سے قے آنا بند ہو جاتی ہے۔

بخار اور سستی وغیرہ: چھ ماشہ سونٹھ اور چھ ماشہ سونف کو ایک پاؤ پانی میں دو تین جوش دے کر چھان لیں، اس کے نیم گرم جوشاندہ میں آدھا ایک تولہ خالص گھی ملائیں اور میٹھا کر کے چند روز پیتے رہنے سے، بخار، کھانسی، تلی کی سختی، بدہضمی اور بدن کی سستی سے چھٹکارا ہو جاتا ہے۔

جسم کا درد اور کپکپی: بعض لوگ ٹھنڈے پانی سے نہانے پر جسم میں درد اور کپکپی محسوس کرتے ہیں ان کو نہانے کے بعد تین سے چھ ماشہ پسی ہوئی سونٹھ پھانک لینی چاہئے۔

جھوٹی پیاس: جب بلغم رک جانے سے جھوٹی پیاس لگتی ہو تو ادرک کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھ کر چوسنے سے بلغم خارج اور پیاس بند ہو جاتی ہے۔

کمر وغیرہ کا درد: ادرک کا پانی ایک پاؤ اور تلوں کا تیل ایک پاؤ ملا کر آگ پر اتنا جوش دیں کہ پانی جذب ہو جائے، صرف تیل رہ جائے، اس کے بعد آگ سے اتار کر شیشی میں محفوظ رکھیں، روغن تیار ہے، اس کو کمر، کولھے اور جوڑوں سے درد پر مَلنے سے کچھ دنوں میں آرام آجاتا ہے۔

حلق اور آواز صاف: ادرک کا پانی شہد میں ملا کر چاٹتے رہنے سے حلق اور آواز صاف اور بلغم خارج ہو جاتا ہے۔

مسوڑھوں کا درد اور ورم: ادرک کا پانی مسوڑھوں پر مَلنے سے درد کو سکون ملتا ہے اور ورم دور ہو جاتا ہے (ماخوذ از ''آسان گھریلو علاج''، ''گھر کا دواخانہ''، ''جڑی بوٹیاں اور ان کے فوائد'' بتغیر)

دس محرم کو ایصالِ ثواب اور ختم دینا

آج کل بہت سے لوگ خاص دس محرم کی تاریخ میں صدقہ، خیرات، کھانا تیار کر کے اور قرآن خوانی وغیرہ کرا کرا پنے مُردوں یا کربلا کے شہداء کے لئے ایصالِ ثواب کرتے ہیں، اول تو ایصالِ ثواب کے لئے اس دن کی تخصیص کا ہی کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا دس محرم کی تاریخ متعین کر کے شریعت پر اپنی طرف سے زیادتی کرنا سنگین گناہ ہے، دوسرے آج کل ایصالِ ثواب کے یہ مروجہ طریقے بھی خواہ مخواہ کی رسم بن گئے ہیں، جن کی وجہ سے سرے سے ثواب ہی نہیں ملتا، الٹا گناہ ہوتا ہے، چنانچہ آج کل کی مروجہ قرآن خوانی اور ختم وغیرہ میں کئی خرابیاں جمع ہیں۔ لہٰذا خاص دس محرم کو کسی بھی طریقہ سے ایصالِ ثواب کی تخصیص کرنا منع ہے، جہاں تک کربلا کے شہداء اور اپنے فوت شدہ اقرباء وغیرہ کے حق میں ایصالِ ثواب کا تعلق ہے تو وہ شرعی اصولوں کا لحاظ کرتے ہوئے دوسرے دنوں میں بھی ہو سکتا ہے، جس میں نہ مروجہ قرآن خوانی کی ضرورت، اور نہ ہی کسی کو کھانا کھلانے کی پابندی، بلکہ خاموشی کے ساتھ غریبوں کا پیسوں وغیرہ کی شکل میں اخلاص کے ساتھ تعاون کر دیا جائے، اخلاص کے ساتھ کچھ پڑھ کر خواہ قرآن مجید، کوئی تسبیح یا درود شریف اور نوافل وغیرہ کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کر دیا جائے، یہ کافی بلکہ زیادہ مفید ہے۔

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد

ادارہ کے شب وروز

□......جمعہ ۳،۱۰/۱۷،۲۴/ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ ، و یکم محرم ۲۶ھ کو تینوں مساجد (مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار متعلقہ حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم ، مسجد بلال غزالی روڈ صادق آباد متعلقہ مفتی محمد یونس صاحب ، مسجد نسیم گل نور مارکیٹ مری روڈ متعلقہ مفتی محمد امجد صاحب) میں حسب معمول قبل از جمعہ وعظ ، اور بعد از جمعہ مسائل کی نشستیں منعقد ہوتی رہیں البتہ جمعہ ۱۷/ ذی الحجہ کو مفتی محمد امجد صاحب سفر پر تھے اس لئے خود جمعہ نہ پڑھا سکے۔

□......٦ ذی الحجہ بروز پیر ادارہ غفران کے زیر انتظام ہونے والی اجتماعی قربانیوں کے جانوروں کی خریداری کا عمل شروع ہوا، جانوروں کی معیاری اور سستی خریداری میں ادارہ غفران کے شعبہ کمپیوٹر کے ناظم عبدالوحید صاحب اور ان کے بھائیوں (خصوصاً جناب شوکت صاحب اور جناب نوید صاحب) نے ، مولانا طارق محمود صاحب کی معیت میں بہت تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

□......جمعہ ۱۰/ ذی الحجہ تا ۱۷/ ذی الحجہ دارالافتاء ادارہ غفران میں عید کی تعطیلات رہیں۔

□......۱۰ ذی الحجہ بروز جمعہ: مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار میں عیدالاضحیٰ کی نماز صبح ساڑھے آٹھ بجے حضرت مدیر نے اور مسجد بلال غزنی روڈ صادق آباد میں صبح ۸ بجے مفتی محمد یونس صاحب نے پڑھائی، عیدالاضحیٰ اور جمعہ ایک دن میں جمع ہونے کی وجہ سے یہ دن کافی مصروف گزرا، متعلقہ حضرات نے اپنی اپنی مساجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔

□......ادھر ادارہ غفران میں اجتماعی قربانیوں کا سلسلہ زوروشور کے ساتھ جاری تھا، دن بھر بارش کا تسلسل بھی جاری تھا، ادارہ کے کارکنان اور عملہ نے اجتماعی قربانیوں میں مخلصانہ تعاون کے ساتھ ساتھ ادارہ کے لئے چرمہائے قربانی جمع کرنے میں بھی سخت مجاھدہ برداشت کیا......ادارہ غفران کی طرف سے بطورِ خود گھر گھر جاکر چرمہائے قربانی حاصل کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس سلسلہ میں درجِ ذیل ضابطہ مقرر ہے" (۱) بطور خود ادارہ میں چرمِ قربانی پہنچانا (۲) قبل از وقت ادارہ میں بذریعہ فون یا کسی دوسرے طریقہ پر چرمِ قربانی وصول کرنے کے لئے اپنا پتہ فون نمبر اور وقت درج کرا دینا (۳) بروقت بذریعہ فون یا کسی دوسرے طریقہ پر ادارہ میں اطلاع دے کر وصولی کے لئے کارکن اور وصول کنندہ کو طلب کرنا (۴) چرمِ قربانی فروخت کرکے ادارہ کے فنڈ میں رقم جمع کرانا"

□......امسال ادارہ غفران کے زیر انتظام کُل چونتیس بڑے جانوروں کی اجتماعی قربانی کی گئی۔ پہلے دن ۱۶ اور دوسرے

Idara Ghufran

دن بارہ جبکہ تیسرے دن چھ جانوروں کی قربانی کی گئی۔اس سال ادارہ غفران کی طرف سے فی حصہ چوبیس سو روپیہ مقرر تھا،باوجود جانوروں کی مہنگی قیمت کے تمام اخرجات اسی مقدار میں شامل کر کے قربانی کا اہتمام کیا گیا،ادارہ غفران کے زیر انتظام آئندہ سال اس سلسلہ میں مزید بہترائی کی تدابیر کو قابلِ عمل بنانے کی تجاویز زیرِغور ہیں......امسال ادارہ غفران کی طرف سے اجتماعی قربانیوں میں کٹّے کی قربانی کا بھی انتظام تھا،جس کی شرکاء کی اجازت سے قربانی کی گئی۔

❑......ہفتہ ۱۸/ذی الحجہ کوعید کی ایک ہفتہ کی تعطیلات ختم ہوکر تمام شعبوں کے معمولات حسبِ معمول جاری ہوگئے۔

❑......اتوار ۲۶/۹/۵/ذی الحجہ ۲۵ھ و ۳ محرم ۲۶ھ کو بعد عصر ہفتہ وار مجلس ملفوظات منعقد ہوتی رہیں۔

❑......منگل ۲۱ ذی الحجہ کو اساتذہ کرام کے لئے اور بدھ ۲۲/۲۹/ذی الحجہ طلبہ کرام کے لئے ہفتہ وار اصلاحی مجالس اور جمعرات ۲۳/۳۰/ذی الحجہ بعد ظہر طلبہ کرام کی بزمِ ادب کی نشستیں منعقد ہوئیں۔

(بقیہ متعلقہ صفحہ ۷۷) ★بلوچستان: 6 بم دھماکے،2 ریلوے لائنیں اڑادی گئیں،بجلی ومواصلات کا نظام تباہ ✍ **5 فروری:** مریکہ کا عراق سے 15 ہزار فوجی نکالنے کا اعلان،مغرب نواز علی سیستانی کی انتخابی برتری،الیکشن حکام نے ابتدائی نتائج جاری کر دیئے،شیعہ اکثریت کے علاقوں میں ٹرن آوٹ انتہائی زیادہ رہا، 10 فیصد آمدہ نتیجے کے مطابق شیعہ عراقی الائنس کو برتری حاصل ہے،ایاد علاوی دوسرے نمبر پر★افغانستان کا طیارہ گر کر تباہ 104 مسافر ہلاک ✍ **6 فروری:** عرقی مجاہدین نے 4 امریکی فوجیوں سمیت 37 اہلکار ہلاک کر دیئے،11 پولیس اہلکار اغواء ✍ **7 فروری:** لاہور: خونی بسنت نے 16 افرد کی جان لے لی،500 سے زائد زخمی ✍ **8 فروری:** عراق: جھڑپوں اور دھماکوں میں 1 امریکی،34 پولیس اہلکاروں سمیت 58 افراد ہلاک ✍ **9 فروری:** محمود عباس شیرون ملاقات،فلسطین اسرائیل جنگ بندی کا اعلان دونوں کے لئے امن کا بہترین موقعہ ہے★محمود عباس اور شیرون کے درمیان جنگ بندی،معاہدے کے پابند نہیں،حماس ✍ **10 فروری:** شدید بارشوں اور برفباری کا سلسلہ جاری،28 افراد جاں بحق ✍ **11 فروری:** جدہ میں نواز،بے نظیر ملاقات،فوری عام انتخابات اور جمہوریت کی بحالی کے لئے تحریری معاہدہ★بارشوں سے زبردست تباہی،سینکڑوں جاں بحق لاپتہ وزخمی ✍ **12 فروری:** شدید بارشوں اور تودے گرنے سے 31 فوجیوں سمیت 136 جاں بحق،سوات کے نواحی گاؤں میں 150 اموات کا خدشہ ✍ **13 فروری:** زلزلے کی افوہ،خوف وہراس پھیل گیا لاکھوں افرد نے رات کھلے آسمان تلے گزاری مساجد نمازیوں سے بھر گئیں★لاء اینڈ جسٹس کمیشن نے فیڈرل کمرشل کورٹس کے قیام کی مخالفت کردی★بارشوں کی تباہ کاریاں،مزید 74 جاں بحق۔

اخبارِ عالم

ابو جویریہ

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ **14 جنوری:** زخمی شیعہ لیڈر ضیاء الدین رضوی نے دم توڑ دیا، سکردو میں کرفیو نافذ، مدارس پر شرپسندوں کے حملے ★ غیر ملکی تاجروں، زائرین اور سرمایہ کاروں کو ہوائی اڈوں پر ویزا جاری کیا جائے گا حکومت نے نئی ویزا پالیسی کا اعلان کر دیا ✍ **15 جنوری:** پنجاب اسمبلی نے صارفین کے حقوق کے تحفظ کا قانون منظور کر لیا، جس کے تحت اب صارفین ناقص اشیاء بنانے والوں سے ہرجانہ وصول کر سکیں گے، اور اس کے علاوہ ناقص اشیاء اور خدمات فراہم کر نے والے کو دو سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جا سکے گی ✍ **16 جنوری:** شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن 20 گرفتار، 2 زخمی، درجنوں ہیلی کاپٹروں کا گشت، لواڑہ منڈی سیل ★ سوئی چاروں سے اطراف سے سیل، ہتھیار پھینکنے والوں کے لئے عام معافی کا اعلان ✍ **17 جنوری:** کیوبا میں قائم امریکی فوجی اڈے سے 80 طالبان قیدی رہا، رہائی پانے والوں کو خصوصی طیارے کے ذریعے بگرام ایئر بیس لایا جائے گا، افغان سپریم کورٹ ✍ **18 جنوری:** وفاق المدارس کی شوریٰ کا اجلاس، نصاب میں متعدد اصلاحات، شرح عقائد مکمل داخلِ نصاب، مقدمہ جامی اور تسہیل الفرائض خارج، موطا امام محمد دورہ میں اور تلخیص خاصہ میں ہوگی، شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان ✍ **19 جنوری:** بگلیہار ڈیم تنازع: پاکستان نے عالمی بینک سے رجوع کر لیا، مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل ہو سکتا تھا، بھارت ✍ **20 جنوری:** ورلڈ بینک نے بگلیہار ڈیم تنازع پر پاکستان کی درخواست منظور کر لی، قواعد و ضوابط کے تحت مسئلے کے حل کے لئے کردار ادا کریں گے، اگرچہ ہماری حیثیت فریق کی ہے نہ کہ ضامن کی، وضاحتی بیان ✍ **21 جنوری:** سوئی میں آپریشن شروع، متعدد مکانات مسمار، تمام راستے سیل، علاقے پر ہیلی کاپٹروں کی پروازیں، مکانات مسمار کرنے سے قبل سیکورٹی ہائی الرٹ کی گئی، علاقے میں تمام افراد کا داخلہ ممنوع کر دیا گیا ✍ **22، 23 جنوری:** تعطیلات عید الاضحیٰ ✍ **24 جنوری:** ملک میں شدید بارشیں، پہاڑوں پر برفباری، شاہراہِ قراقرم بند، اسلام آباد، کشمیر، پنجاب، سرحد، بلوچستان کے اکثر علاقوں میں شدید بارشیں، وفاقی دارالحکومت میں 6 سال بعد برفباری، مارگلہ کی پہاڑیوں پر 6 انچ برف پڑی، ایبٹ آباد، بٹگرام، کالا ڈھاکہ، شانگلہ، سوات اور بالائی علاقوں میں کئی فٹ برف پڑی، کوہاٹ میں شدید سردی، پارہ چنار میں درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے گر گیا، ہنگو، درہ آدم خیل، اورکزائی، اور کرم ایجنسی میں نظامِ زندگی معطل ★ عراق: فدائی و گوریلا حملے 46 ہلاک، زرقاوی

Idara Ghufran

نے انتخابات درہم برہم کرنے کا اعلان کر دیا★ گلگت میں عید الاضحیٰ کرفیو کی نذر، اکثریت عید کی نماز بھی ادا نہ کر سکی★ ملک بھر میں جمعہ کو الاضحیٰ مذہبی جوش وخروش سے منائی گئی **25 جنوری:** مدینہ منورہ میں شدید باش، الیتمی ڈیم ٹوٹنے سے کئی دیہات زیرِ آب، 8 جاں بحق، 43 افراد پانی کے بیچ میں پھنس گئے، 6 لاپتہ، سیلاب کی پیشگی اطلاع ہونے کے باوجود لوگوں نے بچاؤ کا انتظام نہ کیا **26 جنوری:** عراق: مجاہدین کے حملے، 6 امریکی 11 پولیس اہلکاروں سمیت 22 ہلاک **27 جنوری:** عراقی مجاہدین کے حملے، 37 امریکیوں سمیت 68 ہلاک، فوجی ہیلی کاپٹر مار گرایا گیا **28 جنوری:** عراق: فدائی وگوریلا حملے 4 امریکی، 10 عراقی فوجیوں سمیت 34 ہلاک، 3 امریکی 15 عراقی فوجی یرغمال **29 جنوری:** عراق: حملوں میں شدت 8 امریکی فوجیوں سمیت 26 ہلاک، ہیلی کاپٹر تباہ **30 جنوری:** عراق: مجاہدین کی زبردست کاروائیاں، امریکی سفارتخانے پر حملہ 26 ہلاک، آج ہونے والے انتخابات کے لئے غیر معمولی حفاظتی انتظامات **31 جنوری:** عراق انتخابات، 15 فدائی حملے، 55 ہلاک، پولنگ سٹیشن ویران، انتخابی عملہ غائب★ کراچی میں دہشت گردی: کالعدم ملت اسلامیہ کے رہنما مولانا ہارون قاسمی محافظ سمیت شہید، نماز ظہر پڑھ کر پیدل گھر واپس آ رہے تھے کہ موٹر سائیکل سوار 2 دہشتگردوں نے محافظ کو فائرنگ کر کے شدید زخمی کرنے کے بعد سرکاری کلاشنکوف چھین کر مولانا ھارون قاسمی پر فائرنگ کر دی، محافظ اور مولانا قاسمی نے موقع پر دم توڑ دیا★ جیکب آباد: کوئٹہ سے پشاور آنے والی گاڑی حادثے کا شکار، 26 مسافر جاں بحق **یکم فروری:** ڈیرہ بگٹی اور سوئی سے ایف سی چوکیاں ختم، بلوچستان کے لئے جلد جامع پیکیج کا اعلان کریں گے، چوہدری شجاعت **2 فروری:** پٹرول 2 روپے، ڈیزل 95 پیسے، مٹی کا تیل 1 روپیہ مہنگا، 2 روپے اضافے کے ساتھ پٹرول کی قیمت 42 روپے 39 پیسے★ نیپال کے شاہ نے شیر بہادر دیو با کی حکومت برطرف کر دی 3 سال تک خود حکومت کرنے کا اعلان، ملک بھر میں ایمرجنسی نافذ★ سبی: مین ٹرانسمیشن لائن کے 2 ٹاور بموں سے اڑا دیئے گئے، پورے بلوچستان کی بجلی بند، سریاب میں جعفرا ایکسپریس پر بم حملے اور مارکیٹ میں بھی زبردست دھماکہ، 2 افراد جاں بحق، 6 شدید زخمی ہو گئے، دھماکے سے ٹرین کی دو بوگیاں تباہ★ شبر غان جیل سے مزید 8 پاکستانی 30 لاکھ روپے کے عوض رہا، رہائی پانے والے پشاور ہسپتال میں داخل، 2 کو ٹی بی، ایک کو خون کا سرطان اور ایک کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے **3 فروری:** ڈھاکہ میں ہڑتال، نیپال میں حکومت کی برطرفی، بھارت کے شرکت سے انکار پر سارک کانفرنس پھر ملتوی **4 فروری:** صوبائی خودمختاری کے لئے حکومت آئین میں ترمیم پر رضامند **(بقیہ صفحہ ۷۵ پر ملاحظہ کریں)**

ترتیب وپیشکش طارق محمود

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر 1 کی اجمالی فہرست

﴿اداریہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
نئے رسالہ کا اجراء (ضرورت، مقصد، حکمت عملی)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۳
اسلامی سال کا آغاز اور ہماری حالت	// //	شمارہ۲ص۳
جھوٹ کا پلندہ اپریل فول	// //	شمارہ۳ص۳
قومی زبان کا دیوالیہ	// //	شمارہ۴ص۳
دیر سے سونے اور دیر سے اُٹھنے کا مرض	// //	شمارہ۵ص۳
مہنگائی اور غربت کے دور میں کیا کریں؟	// //	شمارہ۶ص۳
انسانی جان کے دشمنوں کا انجام	// //	شمارہ۷ص۳
کام چوری، تعیُّش پرستی اور وعدہ خلافی	// //	شمارہ۸ص۳
رمضان کی آمد سے پہلے کیا کریں؟	// //	شمارہ۹ص۳
رمضان کی آمد کے بعد کیا کریں؟	// //	شمارہ۱۰ص۳
رمضانُ المبارک کے بعد کیا کریں؟	// //	شمارہ۱۱ص۳
حج کا پیغام اُمَّتِ مُسلِمہ کے نام	// //	شمارہ۱۲ص۳
یہ زلزلے اور یہ طوفان	// //	شمارہ۱۳ص۳

﴿درسِ قرآن﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
علم تفسیر (قسط اول)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۱۴
علم تفسیر (قسط۲)	// //	شمارہ۲ص۸
’’اعوذ باللہ‘‘ اور ’’بسم اللہ‘‘ کی تفسیر وتشریح	// //	شمارہ۳ص۱۰
سورہ فاتحہ	// //	شمارہ۴ص۱۰
سورہ فاتحہ (قسط۲)	// //	شمارہ۵ص۱۰
سورہ فاتحہ (قسط۳)	// //	شمارہ۶ص۱۰

Idara Ghufran

سورہ فاتحہ (چوتھی و آخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۷ص ۹
سورہ بقرہ (قسط۱)	// //	شمارہ ۸ص ۸
سورہ بقرہ (قسط۲)	// //	شمارہ ۹ص ۶
سورہ بقرہ (قسط۳)	// //	شمارہ ۱۰ص ۷
سورہ بقرہ (قسط۴)	// //	شمارہ ۱۱ص ۵
سورہ بقرہ (قسط۵)	// //	شمارہ ۱۲ص ۷
سورہ بقرہ (قسط۶)	// //	شمارہ ۱۳ص ۹

﴿درسِ حدیث﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عمل سے پہلے نیت کی درستگی	محمد یونس	شمارہ ۱ص ۱۶
اسلام کی بنیاد	// //	شمارہ ۲ص ۱۰
ایمان کے شعبے	// //	شمارہ ۳ص ۱۴
رسول اللہ ﷺ کی محبت کے تقاضے	// //	شمارہ ۴ص ۱۷
سورج اور چاند گرہن کیوں ہوتا ہے؟	// //	شمارہ ۵ص ۱۳
پانی کا بے جا استعمال اور ضیاع	محمد ابو ریحان	شمارہ ۶ص ۱۷
مروّجہ تصاویر شریعت کی نظر میں	مولانا محمد یونس	شمارہ ۷ص ۱۶
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کیوں اور کس طرح کی جائے؟	// //	شمارہ ۸ص ۱۰
قطع رحمی کا وبال اور اس کا علاج	// //	شمارہ ۹ص ۱۳
''تراویح'' رمضان کا خصوصی تحفہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱۰ص ۹
دین خیرخواہی کا نام ہے	مفتی محمد یونس	شمارہ ۱۱ص ۱۰
عذابِ قبر کے اسباب (قسط۱)	// //	شمارہ ۱۲ص ۱۲
عذابِ قبر کے اسباب (قسط۲)	// //	شمارہ ۱۳ص ۱۱

﴿مقالات ومضامین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہ ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل و احکام ایک نظر میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ص ۱۹

Idara Ghufran

یادِ عہد رفتہ (قسط ۱)	محمد امجد حسین	شمارہ ۱ ص ۳۲
نمازِ تہجد کی اہمیت اور فضیلت	ابوعقبہ	شمارہ ۱ ص ۳۴
عالمِ اسلام کے موجودہ حالات اور برڈ فلو	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۲ ص ۱۲
پتنگ بازی اور بسنت	// //	شمارہ ۲ ص ۱۹
رشوت اور اس کی مروجہ صورتیں (قسط ۱)	محمد یونس	شمارہ ۲ ص ۳۰
یادِ عہد رفتہ (قسط ۲)	محمد امجد	شمارہ ۲ ص ۳۳
ماہِ صفر کا پیغام بدشگونی کے نام	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۳ ص ۱۷
کھیل کھلاڑی اور کرکٹ کی تباہ کاریاں	// //	شمارہ ۳ ص ۲۱
رشوت اور اس کی مروجہ صورتیں (قسط ۲)	محمد یونس	شمارہ ۳ ص ۲۶
یادِ عہد رفتہ (تیسری و آخری قسط)	محمد امجد	شمارہ ۳ ص ۲۹
ماہِ ربیع الاول جشن ربیع الاول کی روشنی میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۴ ص ۲۰
امیر بننے کا شوق	// //	شمارہ ۴ ص ۲۳
حکمرانوں اور حاشیہ نشین علماء و مشائخ کے لئے تاریخی سبق	ابوریحان	شمارہ ۴ ص ۲۸
رشوت اور اس کی مروجہ صورتیں (قسط ۳)	محمد یونس	شمارہ ۴ ص ۳۲
تعلیماتِ حکیم الامت	انتخاب: ابوعفان	شمارہ ۴ ص ۳۹
بے جا طلاق کے نقصانات (قسط ۱)	طارق محمود	شمارہ ۴ ص ۴۰
بجلی کا ضیاع اور لوڈ شیڈنگ	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۵ ص ۱۷
ماہِ ربیع الثانی	// //	شمارہ ۵ ص ۱۹
رشوت اور اس کی مروجہ صورتیں (چوتھی و آخری قسط)	محمد یونس	شمارہ ۵ ص ۲۳
دجّالی فتنہ اور مسلمانوں کے موجودہ حالات	محمد امجد	شمارہ ۵ ص ۳۰
بے جا طلاق کے نقصانات اور اس کا صحیح طریقہ (دوسری اور آخری قسط)	طارق محمود	شمارہ ۵ ص ۳۶
مُسافر اور فارغ کی نماز	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۶ ص ۲۰
وقت گزاری اور فارغ رہنے کا مشغلہ	// //	شمارہ ۶ ص ۲۴
اہلِ کتاب کے ایمان اور ان سے نکاح کا مسئلہ	محمد ابوعفان	شمارہ ۶ ص ۲۸
کُتّوں کا شوق	محمد ابولقمان	شمارہ ۶ ص ۳۵
بداخلاقی و بدمزاجی	عبدالسلام	شمارہ ۶ ص ۳۹

نجومیوں کی دنیا۔آپ کا ہفتہ کیسے گزرے گا؟	ابن غفران	شمارہ ۷ص ۲۳
ٹیلی فون کا بھیدی	// //	شمارہ ۷ص ۳۰
غیر ضروری سفر سے پرہیز کیجئے	ابو عفان	شمارہ ۷ص ۴۲
مصیبت اور غم کا مُداوا	مفتی منظور احمد	شمارہ ۷ص ۴۵
ماہِ رجب کے مختصر فضائل ومنکرات	م۔ر۔ن	شمارہ ۸ص ۱۷
سفرِ معراج کے عجائب وامثال (قسط۱)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۸ص ۲۳
کپڑوں وغیرہ میں مبارک کلمات کی اشاعت	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۸ص ۲۶
کیا قدیمی مساجد کا رُخ غلط ہے؟	// //	شمارہ ۸ص ۳۰
ماہِ شعبان اور شب ِ برأت	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۹ص ۱۹
زکوٰۃ کے اہم مسائل (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۹ص ۲۸
سفرِ معراج کے عجائب وامثال (قسط۲)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۹ص ۳۲
سفرِ معراج کے عجائب وامثال (قسط۳)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۱۰ص ۱۵
ماہِ رمضان مختصر فضائل ومسائل کی روشنی میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱۰ص ۱۹
زکوٰۃ کے اہم مسائل (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۱۰ص ۳۲
ماہِ شوال مختصر فضائل ومسائل کی روشنی میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱۱ص ۱۴
سفرِ معراج کے عجائب وامثال (چوتھی وآخری قسط)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۱۱ص ۲۵
ماہِ ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے اجمالی فضائل ومسائل (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱۲ص ۱۷
ماہِ ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے اجمالی فضائل ومسائل (دوسری وآخری قسط)	م۔ر۔ن	شمارہ ۱۳ص ۱۵

﴿نبیوں کے سچے قصے﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام	ابوجُویریہ	شمارہ ۷ص ۳۲
حضرت ادریس علیہ السلام	مولانا محمد امجد	شمارہ ۸ص ۳۲
حضرت نوح علیہ السلام (قسط۱)	// //	شمارہ ۹ص ۳۵
حضرت نوح علیہ السلام (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۱۰ص ۳۶
حضرت ھود علیہ السلام اور قوم عاد (قسط۱)	// //	شمارہ ۱۱ص ۲۹

Idara Ghufran

حضرت ھود علیہ السلام اور قوم عاد (قسط۲)	مولانا محمد امجد	شمارہ۱۲ص۳۳
حضرت ھود علیہ السلام اور قوم عاد (قسط۳)	// //	شمارہ۱۳ص۲۷

صحابہ کے سچے قصے

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
صحابیٔ رسول حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ	انیس احمد	شمارہ۴ص۴۳
صحابیٔ رسول حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	انیس احمد حنیف	شمارہ۵ص۴۰
صحابیٔ رسول حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ۷ص۳۷
صحابیٔ رسول حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (قسط۱)	// //	شمارہ۸ص۳۶
صحابیٔ رسول حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (قسط۲)	// //	شمارہ۹ص۳۹
صحابیٔ رسول حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ (قسط۱)	// //	شمارہ۱۰ص۴۱
صحابیٔ رسول حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۱۱ص۳۳
صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ۱۲ص۳۸
صحابیٔ رسول حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	// //	شمارہ۱۳ص۳۳

تاریخی معلومات

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ رجب: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	سعید افضل/طارق محمود	شمارہ۸ص۲۰
ماہِ شعبان: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۹ص۲۴
ماہِ رمضان: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۱۰ص۱۲
ماہِ شوال کے چند تاریخی واقعات	// //	شمارہ۱۱ص۲۱
ماہِ ذیقعدہ: پہلی صدّی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۱۲ص۲۹
ماہِ ذی الحجہ: پہلی صدّی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۱۳ص۲۰

اصلاحِ معاملہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
اسلام میں معاملات کی اہمیت	مولانا محمد انس	شمارہ۸ص۳۹
معاملات کی صفائی	// //	شمارہ۹ص۴۲

معاملات کاتعلّق حقوق العباد سے ہے	ابوعفان	شمارہ۱۰ص۴۳
معاملات میں حلال وحرام کا درجہ	مفتی منظوراحمد	شمارہ۱۱ص۳۶
ناپ تول میں کمی کا وبال	ابوعفان	شمارہ۱۲ص۴۱
تجارت کی فضیلت واہمیت (قسط۱)	مفتی منظوراحمد	شمارہ۱۳ص۳۷

سہل اور قیمتی نیکیاں

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
صبر کرنے کا آسان طریقہ	حافظ محمد ناصر	شمارہ۷ص۴۳
شکر کرنے کی ضرورت	// //	شمارہ۸ص۴۱
توبہ واستغفار اور اس کا طریقہ	// //	شمارہ۹ص۴۵
خُوش خلقی کی اہمیت اور فضیلت	// //	شمارہ۱۰ص۴۴
دعا کی اہمیت اور ضرورت	// //	شمارہ۱۱ص۴۱
دوسروں کے لئے دُعا کرنے کی فضیلت	// //	شمارہ۱۲ص۴۳
سلام کرنے میں پہل کرنے کا ثواب	// //	شمارہ۱۳ص۴۰

آداب المعاشرت

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سلام کے آداب	مفتی محمد رضوان	شمارہ۵ص۲۱
سلام کے آداب (قسط۲)	// //	شمارہ۶ص۳۱
مصافحہ کے آداب (قسط۱)	// //	شمارہ۷ص۲۸
مصافحہ کے آداب (قسط۲)	// //	شمارہ۸ص۴۳
معانقہ کے آداب (قسط۱)	// //	شمارہ۹ص۴۶
معانقہ کے آداب (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۱۰ص۴۵
عورتوں کا بلاضرورتِ شرعی گھر سے باہر نکلنا	// //	شمارہ۱۱ص۴۳
ملاقات کے آداب	// //	شمارہ۱۲ص۴۵
گفتگو کے آداب	// //	شمارہ۱۳ص۴۲

Idara Ghufran

اصلاح وتزکیہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ
مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۴ص ۳۷
مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۲)	// //	شمارہ۵ص ۲۴
مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۳)	// //	شمارہ۶ص ۴۵
مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۴)	// //	شمارہ۷ص ۴۹
مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۵)	// //	شمارہ۸ص ۴۸
مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۶)	// //	شمارہ۹ص ۵۲
مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۷)	// //	شمارہ۱۰ص ۵۰
مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۸)	// //	شمارہ۱۱ص ۴۶
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۹)	// //	شمارہ۱۲ص ۴۸
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۰)	// //	شمارہ۱۳ص ۴۷
اصلاح کے چار آسان طریقے	// //	شمارہ۶ص ۴۱
دونفسیاتی بیماریاں (حُبّ مال وحُبّ جاہ اوران کا علاج)	// //	شمارہ۶ص ۴۳
پریشان کُن خیالات ووساوس اور اُن کا علاج (قسط۱)	// //	شمارہ۷ص ۴۷
پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۲)	// //	شمارہ۸ص ۴۵
پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۳)	// //	شمارہ۹ص ۴۸
پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۴)	// //	شمارہ۱۰ص ۴۷
پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۵)	// //	شمارہ۱۱ص ۴۴
پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۶)	// //	شمارہ۱۲ص ۴۶
پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۷)	// //	شمارہ۱۳ص ۴۴

اصلاح العلماء والمدارس

(تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
علماء واہلِ مدارس کی کوتاہیوں کے نقصانات	مفتی محمد رضوان	شمارہ۵ص ۲۷

نااہل لوگوں کو مدرسہ کا عہدہ سپرد کرنا	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۶ ص ۴۸
طلبۂ کرام کی اصلاح اور تربیت سے غفلت	// //	شمارہ ۷ ص ۵۱
مدارس کی مروّجہ سندِ فراغت اور دستارِ فضیلت	// //	شمارہ ۸ ص ۵۱
عام مدارس کے مروّجہ جلسوں کے مفاسد (قسط اول)	// //	شمارہ ۹ ص ۵۵
عام مدارس کے مروّجہ جلسوں کے مفاسد (قسط ۲)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۵۴
طلبہ کو اصول وقواعد کا پابند بنانا ضروری ہے	// //	شمارہ ۱۱ ص ۴۸
طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۵۰
طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط ۲)	// //	شمارہ ۱۳ ص ۴۹

﴿علم کے مینار﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ایک حدیث کے لئے مہینہ بھر کا سفر	محمد امجد حسین	شمارہ ۱ ص ۳۶
حضرت ابوذر غفاری اور ان کا سفر مکہ	// //	شمارہ ۲ ص ۳۶
مکہ کے چرواہے سے کوفہ کے امام تک	ابوعفان	شمارہ ۳ ص ۳۵
بغداد کا مدرسہ نظامیہ اور نظام الملک طوسی	محمد امجد	شمارہ ۴ ص ۴۶
دھوبی گھاٹ سے فقیہِ زمانہ اور قاضیِ وقت تک	محمد انس	شمارہ ۵ ص ۴۶
محمد نام کے چار محدثین کا عبرت انگیز واقعہ	انتخاب: ابوسلمہ	شمارہ ۶ ص ۵۰
امام بخاری کی فقاہت	مولانا عبدالسلام	شمارہ ۷ ص ۵۳
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ان کے مجدِّدانہ کارنامے	مولانا محمد امجد	شمارہ ۸ ص ۵۴
فارابی/بوعلی سینا	// //	شمارہ ۹ ص ۵۸
''الجبرا'' (Algorithm) کا بانی الخوارزمی	// //	شمارہ ۱۰ ص ۵۶
امام محمد رحمہ اللہ فقہ حنفی کے مدون وترجمان (قسط ۱)	مولانا عبدالسلام	شمارہ ۱۱ ص ۵۰
امام محمد رحمہ اللہ فقہ حنفی کے مُدَوِّن وترجُمان (قسط ۲)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۵۲
امام محمد رحمہ اللہ فقہ حنفی کے مُدَوِّن وترجُمان (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۱۳ ص ۵۱

Idara Ghufran

﴿تذکرہ اولیاء﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ و صفحہ نمبر
حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ	طارق محمود	شمارہ ۱ ص ۳۸
حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ (قسط ۲)	// //	شمارہ ۲ ص ۳۸
حضرت سعید بن جبیر اور حجاج بن یوسف (آخری قسط)	// //	شمارہ ۳ ص ۳۹
شیخ ابومسلم خولانی رحمہ اللہ	// //	شمارہ ۴ ص ۴۹
شیخ ابوحازم رحمہ اللہ	// //	شمارہ ۵ ص ۴۹
تابعین کے سردار حسن بصری رحمہ اللہ	// //	شمارہ ۶ ص ۵۲
تابعین کے سردار حسن بصری رحمہ اللہ (دوسری و آخری قسط)	مولوی طارق محمود	شمارہ ۷ ص ۵۶
خیر التابعین اویس قرنی رحمہ اللہ	// //	شمارہ ۸ ص ۵۹
''یوسف ثانی'' محمد بن سیرین رحمہ اللہ	// //	شمارہ ۹ ص ۶۲
''امام الحدیث'' حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ	// //	شمارہ ۱۰ ص ۵۸
''اَقْضَی الْعَرَبْ'' قاضی شریح رحمہ اللہ (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۵۴
''اَقْضَی الْعَرَبْ'' قاضی شریح رحمہ اللہ (دوسری و آخری قسط)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۵۵
حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۳ ص ۵۶

﴿پیارے بچو!﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ و صفحہ نمبر
ہمارا خالق کون؟	طارق محمود	شمارہ ۱ ص ۴۰
زبان کی نعمت اور گالی گلوچ	// //	شمارہ ۲ ص ۴۱
بیٹا جھوٹ مت بولنا	ابوریحان	شمارہ ۳ ص ۴۳
جھوٹ کا بھیڑیا اور پیسوں کا شوق	// //	شمارہ ۴ ص ۵۳
آج کل کے دوست کھاتے ہیں گوشت	// //	شمارہ ۵ ص ۵۴
گھر سے باہر نکلنے کے نقصان	// //	شمارہ ۶ ص ۵۵
بچّو! پانی میں ڈوب کر مرنے سے بچو	// //	شمارہ ۷ ص ۵۹
بجلی کا کرنٹ اور بچوں کا پُراسرار قتل	// //	شمارہ ۸ ص ۶۳

چڑیا گھر کے جانور	ابوریحان	شمارہ۹ص ۶۶
پڑھائی سے جان چرانے کے بہانے	// //	شمارہ۱۰ص ۶۲
چھوٹوں اور کمزوروں پر زیادتی نہ کیجئے	// //	شمارہ۱۱ص ۵۹
جھوٹ نہیں بولوں گا	// //	شمارہ۱۲ص ۶۰
اچھا بچہ بننے کے گُر (قسط۱)	// //	شمارہ۱۳ص ۵۹

بزمِ خواتین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
خواتینِ اسلام کے لئے قرآنی ہدایات	محمد امجد حسین	شمارہ۱ص ۴۲
مسلمان بہنوں اور والدین کے نام	// //	شمارہ۲ص ۴۳
عدت سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ	ابوسلمہ	شمارہ۳ص ۴۵
چار مثالی خواتین	منظور احمد	شمارہ۴ص ۵۵
چار مثالی خواتین (قسط۲)	// //	شمارہ۵ص ۵۸
اولاد کی تربیت میں خواتین کا کردار	محمد یونس	شمارہ۶ص ۵۸
گھر کے دروازے بند رکھئے	ابوسلمہ	شمارہ۷ص ۶۳
مسلمانوں کا معاشرتی بگاڑ اور خواتین (قسط۱)	مولانا محمد امجد	شمارہ۸ص ۶۶
مسلمانوں کا معاشرتی بگاڑ اور خواتین (قسط۲)	// //	شمارہ۹ص ۶۸
اربابِ فضل وکمال کے کمالات میں ماؤں کا حصہ	// //	شمارہ۱۰ص ۶۵
نامور خواتینِ اسلام	// //	شمارہ۱۱ص ۶۲
نامور خواتینِ اسلام	// //	شمارہ۱۲ص ۶۲
عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر خواتین سے چند باتیں	// //	شمارہ۱۳ص ۶۱

آپ کے دینی مسائل کا حل

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ایصالِ ثواب کا شرعی طریقہ	از دارالافتاء	شمارہ۱ص ۴۸
عالم آن لائن پروگرام، ناخن پالش اور چہرہ کا پردہ	// //	شمارہ۲ص ۵۰
پرائز بانڈ (Prize bond)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۳ص ۴۹

Iqra Ghufran

ایک وقت کی تین طلاق کا شرعی حکم	دارالافتاء	شمارہ۴ص ۵۹
سگریٹ نوشی کا شرعی حکم	// //	شمارہ۵ص ۶۴
مروّجہ بیمہ پالیسی کا شرعی حکم	// //	شمارہ۶ص ۶۱
قسطوں کا کاروبار اور شیئرز کی خرید وفروخت	// //	شمارہ۷ص ۶۶
پراویڈنٹ فنڈ کی اضافی رقم اور اس پر زکوٰۃ کا شرعی حکم	// //	شمارہ۸ص ۶۹
دور دراز کے گُم نام مدرسوں کے سفیروں کو زکوٰۃ دینا	// //	شمارہ۹ص ۷۳
کیا بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا جائز ہیں؟	// //	شمارہ۱۰ص ۶۸
کیا گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز ہے؟	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۱ص ۶۷
صلوٰۃ التسبیح کا ثبوت اور بعض اشکالات کے جوابات	دارالافتاء	شمارہ۱۲ص ۶۵
میّت کی طرف سے قربانی اور جانور کا ڈھونڈا ہونا	// //	شمارہ۱۳ص ۶۵

﴿ کیا آپ جانتے ہیں ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قرآن میں ''قرآن''	محمد انس رضوان	شمارہ۱ص ۴۴
متفرقات	مفتی محمد رضوان	شمارہ۲ص ۴۷
معاشرہ کی مختلف نظریاتی وعملی خرابیوں کا جائزہ	// //	شمارہ۳ص ۵۷
معاشرہ کی مختلف نظریاتی وعملی خرابیوں کا جائزہ	**مفتی محمد رضوان**	شمارہ۴ص ۶۷
معاشرہ کی مختلف نظریاتی وعملی خرابیوں کا جائزہ	// //	شمارہ۵ص ۷۰
معاشرہ کی مختلف نظریاتی وعملی خرابیوں کا جائزہ	// //	شمارہ۶ص ۶۶
مفید معلومات، احکامات وتجزیات	م۔ ر۔ ن	شمارہ۷ص ۶۹
مفید معلومات، احکامات وتجزیات	// //	شمارہ۸ص ۷۱
مفید معلومات، احکامات وتجزیات	// //	شمارہ۹ص ۷۶
مفید معلومات، احکامات وتجزیات	// //	شمارہ۱۰ص ۷۴
مفید معلومات، احکامات وتجزیات	// //	شمارہ۱۱ص ۶۹
مفید معلومات، احکامات وتجزیات	// //	شمارہ۱۲ص ۷۲
قربانی سے متعلق معلومات، احکامات وتجزیات	// //	شمارہ۱۳ص ۶۸

Idara Ghufran

﴿حیرت کدہ/عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
اذان جس کی آواز ہر آن پوری دنیا میں گونجتی ہے	محمد امجد حسین	شمارہ ۱ ص ۵۰
زندہ مذہب	// //	شمارہ ۲ ص ۵۹
فتح قسطنطنیہ اور خشکی پر جہاز	// //	شمارہ ۳ ص ۶۶
حیران کن سوالات و جوابات	عبدالسلام	شمارہ ۴ ص ۷۱
چین کے شاہی مقبرے اور ملکُ الموت	محمد امجد	شمارہ ۵ ص ۷۴
روضہ اطہر کی حفاظت کا ایک ایمان افروز واقعہ	// //	شمارہ ۶ ص ۷۰
مصائبِ دنیا، قحط، زلزلے اور وبائیں	// //	شمارہ ۷ ص ۷۱
قیامِ پاکستان کے وقت کیا ہوا تھا؟	// //	شمارہ ۸ ص ۷۵
بابل ونینوا سے بغداد تک (قسط اول).	// //	شمارہ ۹ ص ۷۸
ذوالقرنین کے دور کی ایک حق پرست قوم کا حیران کُن معاشرہ	مولانا عبدالسلام	شمارہ ۱۰ ص ۷۵
بابل ونینوا سے بغداد تک (دوسری قسط)	مولانا محمد امجد	شمارہ ۱۱ ص ۷۱
بابل ونینوا سے بغداد تک (قسط ۳)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۷۴
زَلزلوں کی دنیا	// //	شمارہ ۱۳ ص ۷۲

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
گاجر	حکیم محمد فیضان	شمارہ ۱ ص ۵۲
برڈ فلو	// //	شمارہ ۲ ص ۶۱
ہیپا ٹائٹس	// //	شمارہ ۳ ص ۷۱
چیچک اور خسرہ	// //	شمارہ ۴ ص ۷۳
ملیریا	// //	شمارہ ۵ ص ۷۷
(ٹائیفائیڈ) Typhoid	// //	شمارہ ۶ ص ۷۳
ہائی بلڈ پریشر (High Blood Pressure)	// //	شمارہ ۷ ص ۷۶
ذیابیطس Sugar	// //	شمارہ ۸ ص ۷۹

Idara Ghufran

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سگریٹ نوشی (Smoking)	// //	شمارہ۹ص۸۱
موٹاپا	// //	شمارہ۱۰ص۷۸
تپ دِق (Tuberculosis)	// //	شمارہ۱۱ص۷۵
نمونیہ (Pneumonias)	قاری فضل الحکیم	شمارہ۱۲ص۷۷
گوشت کے طبّی خواص	مولانا محمد امجد	شمارہ۱۳ص۷۷

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	ادارہ	شمارہ۱ص۵۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۲ص۶۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۳ص۷۴
ادارہ کے شب وروز	محمد امجد	شمارہ۴ص۷۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۵ص۸۰
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۶ص۷۶
ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد	شمارہ۷ص۷۹
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۸ص۸۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۹ص۸۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۰ص۸۰
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۱ص۷۸
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۲ص۷۹
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۳ص۸۰

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ادارہ	شمارہ۱ص۵۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۲ص۶۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۳ص۷۵

Iqra Ghufran

قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۴ص۷۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۵ص۸۱
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	طارق محمود	شمارہ۶ص۷۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۷ص۸۱
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابوجویریہ	شمارہ۸ص۸۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۹ص۸۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۰ص۸۲
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۱ص۸۱
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۲ص۸۱
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۳ص۸۲

﴿انگریزی صفحہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
TO THE EDITORS	عرفان الٰہی	شمارہ۱ص۵۹
TO THE EDITORS	// //	(شمارہ۲ص۶۹
TO THE EDITORS(3&lastpart)	// //	شمارہ۳ص۷۸
What is Zakat/Sadaqat/Kherat	احسن رضا	شمارہ۴ص۸۰
Mahdi	عرفان الٰہی	شمارہ۵ص۸۴
The Time Of Death	انتخاب:احکام میت	شمارہ۶ص۸۰
Offering Salah with Shoes On	// //	شمارہ۷ص۸۴
Offering Salah with Shoes On	// //	شمارہ۸ص۸۸
Offering Salah with Shoes On(3)	// //	شمارہ۹ص۸۸
Some Conditions of offering Salah of janazah	// //	شمارہ۱۰ص۸۴
Who Deserves to Lead the Salatul-Janazah	// //	شمارہ۱۱ص۸۴
Basic Islamic Faiths	ابرار حسین	شمارہ۱۲ص۸۴
The Essentials Of Faith	// //	شمارہ۱۳ص۸۴

Idara Ghufran